161

# مدینہ، مدینہ

ہدیہ: 40 روپے

مددگارِ رسول، یارِ غار و مزار، امام الصحابہ

ثانی اثنین

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

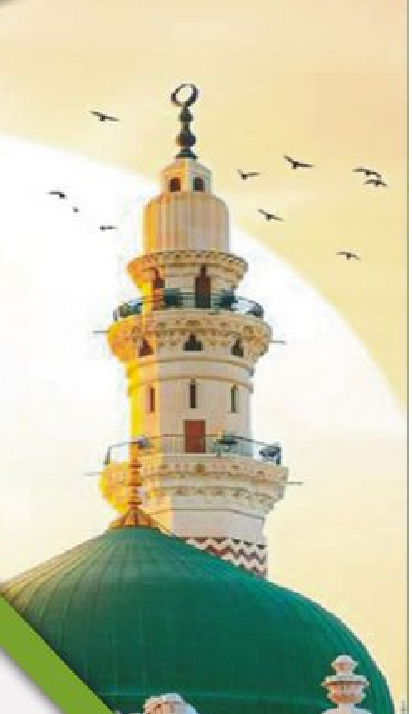

## دعاؤں کے جلوے

## مدینہ ... مدینہ

## غزہ کی نئی قیادت

# نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

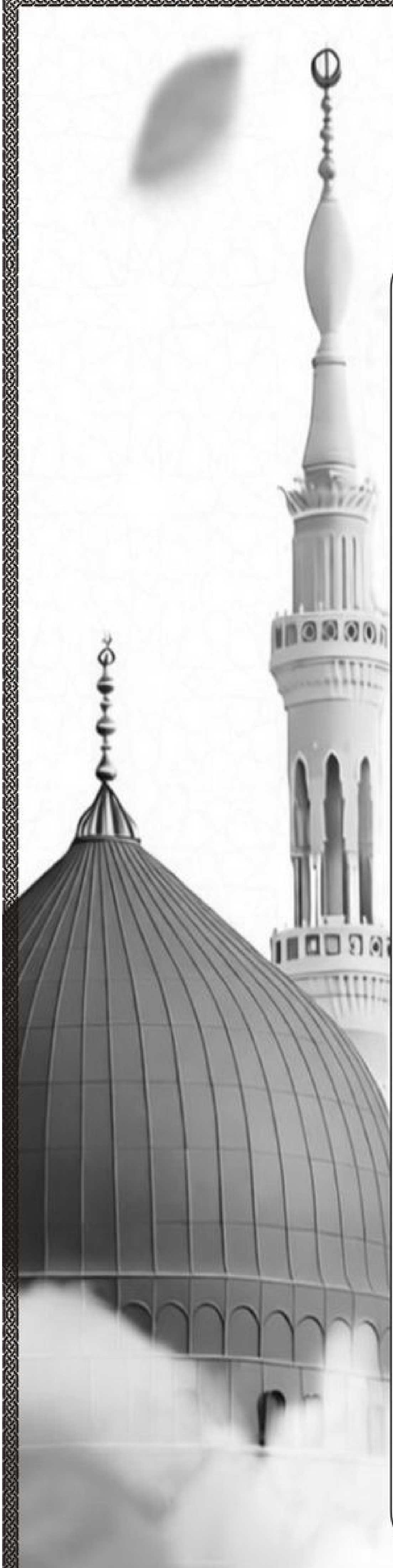

خود اپنا قصیدہ ہے نامِ محمد
بشر کیا لکھے گا مقامِ محمد

شمیمِ معطّر ، نسیمِ معنبر
ہوا جس طرف بھی خرامِ محمد

شعائیں کرم کی گھٹا رحمتوں کی
وہ صبحِ محمد ، یہ شامِ محمد

ہر اک کاسہ لبریز ، ہر فاصلہ طے
زِ دستِ محمد ، زِ گامِ محمد

خدا ساری اُمت کو کر دے نمازی
طفیلِ رکوع و قیامِ محمد

یہ کعبہ ہے کیا تربیت گاہِ اُلفت
سکھاتا ہے جو احترامِ محمد

بنایا محمد کو خالق نے ، آقا
بنی ساری خلقت غلامِ محمد

یدِ مصطفیٰ میں سناتے تھے کنکر
پیامِ محمد ، سلامِ محمد

نسیما! تیرے دن بھی کیسے پھرے جب
کھلے گیسوئے مشکِ فامِ محمد

ادیبؔ اب کوئی خوف دل میں نہیں ہے
وہاں پر تو لکھا ہے نامِ محمد

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو سچا، پکا، ’’مسلمان‘‘ بنائیں...... اسلام پر قائم رکھے...... اور ایمان و اسلام پر خاتمہ نصیب فرمائیں...... ایک دعاء ہم سب مانگا کریں......

اَللّٰهُمَّ يَا وَلِيَّ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ ثَبِّتْنِي بِهِ حَتّٰى أَلْقَاكَ (الطبرانی)

یااللہ...... اے اسلام اور اہل اسلام کے یار و مددگار...... مجھے اسلام پر مضبوط رکھیے یہاں تک کہ میں آپ سے جاملوں...... (یعنی موت تک)

## دعاؤں کے مجموعے بنالیں

’’دعاء‘‘ وہ واحد عبادت ہے...... جو اس قدر طاقتور ہے کہ تقدیر کو بھی بدل دیتی ہے...... اس لیے ’’دعاء‘‘ کے علم میں بھی محنت کیا کریں...... اور عمل میں بھی...... علم میں محنت یہ کہ قرآن و سنت کی دعائیں معلوم کریں...... انہیں سمجھیں...... انہیں یاد کریں یا محفوظ کر لیں...... اور دوسروں کو بھی سکھایا کریں...... اور عمل میں محنت یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو تو...... سب سے پہلے نماز اور دعاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا کریں...... پھر اسباب اختیار کیا کریں...... اسی طرح دعاء میں اپنے دل اور دماغ کی

طاقت کو شامل کیا کریں...... جو دعاء دل اور دماغ کی مکمل توجہ سے مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے ان شاء اللہ...... الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ’’مسلمان‘‘ مؤثر دعاؤں کے باب میں بڑے مالدار ہیں...... قرآن مجید نے بہت زبردست دعائیں سکھا دی ہیں...... اور حضرت آقا محمد مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس بارے شفقت اور احسان کی حد فرما دی ہے......

اب ہمیں کرنا یہ ہے کہ ہم قرآن وسنت میں سے اپنی ہر ضرورت کے لیے دعاؤں کے مجموعے بنالیں مثلاً

(۱) جامع دعائیں...... یہ وہ ہیں جن میں سب کچھ آجاتا ہے...... دین بھی...... دنیا بھی ...... آخرت بھی...... روح بھی، جسم بھی...... ظاہر بھی باطن بھی......

مثلاً

☆ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

☆ اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ وَ عَبْدُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ وَ عَبْدُكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

ایسی چار پانچ دعائیں یاد کرلیں...... جب مصروفیت زیادہ ہو تو بس انہی پر اکتفا کرلیا کریں......

(۲) حسن خاتمہ کی دعائیں...... ہمارا خاتمہ ایمان پر ہوگیا تو پھر ہر محنت قبول ہے...... ورنہ سب کچھ ضائع...... ’’حسن خاتمہ‘‘ کی بڑی جاندار، شاندار دعائیں قرآن مجید میں بھی موجود ہیں...... اور احادیث مبارکہ میں بھی......

(۳) کرب ومصیبت کے وقت کی دعائیں...... قرآن وسنت میں اس اہم موضوع پر کئی بڑی زبردست اور فوری اثر کرنے والی دعائیں موجود ہیں......

۴ توبہ و استغفار کی دعائیں...... گناہوں کا ہر وقت حملہ رہتا ہے تو اُن کی صفائی اور طہارت کے لیے دعائیں موجود ہیں......"اِلیٰ مَغْفِرَۃٍ" کتاب میں چالیس دعائیں جمع کر دی گئی ہیں......ملاحظہ فرمالیں......

۵ روحانی امراض سے خلاصی اور حفاظت کی دعائیں...... یہ بڑا اہم موضوع اور عنوان ہے......

۶ جسمانی امراض سے خلاصی اور حفاظت کی دعائیں......

۷ دشمنوں کے شر سے حفاظت کی دعائیں......

۸ دو بڑے دشمن...... نفس اور شیطان سے مقابلے اور اُن پر فتح پانے کی دعائیں......

۹ عافیت کی دعائیں......"مقام عافیت" کتاب میں آپ کو مل جائیں گی......

۱۰ ایمان، یقین اور توکل پانے کی دعائیں......"مفتاح توکل" کتاب میں ایسی کئی دعائیں آپ کو مل جائیں گی...... دین پر استقامت کی دعائیں وغیرہ وغیرہ

## خود پر نظر رکھیں

ہر انسان اپنے حالات سے خود واقف ہے...... کچھ وقت اپنے اندر جھانکا کریں اور دیکھا کریں کہ مجھے اس وقت کیا چیز سب سے زیادہ ضرورت ہے......مثلاً محسوس ہو رہا ہے کہ میری قسمت خراب ہو رہی ہے......اور بدنصیبی مجھ پر چھاتی جا رہی ہے تو فوراً ان دعاؤں کو شروع کر دیں جو "تقدیر" کو اچھا کرا دیتی ہیں......مثلاً

☆ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ"

"یا اللہ مجھے بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اپنی حفاظت عطاء فرمائیے"

☆ "رَبَّنَا وَقِنَا وَاصْرِفْ عَنَّا شَرَّ مَا قَضَيْتَ"

یا اللہ! اے ہمارے رب! بری تقدیر کو ہم سے ہٹا دیجئے......

☆اَللّٰھُمَّ مَا قَضَیْتَ لِیْ مِنْ قَضَاءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ رَشَدًا

یا اللہ! میرے لیے جو بھی مقدر فرمائیں اُس کا انجام بہترین فرما دیں......

☆اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِیْہِ لِیْ خَیْرًا

یا اللہ! میرے لیے ہر تقدیر اور فیصلے کو خیر والا بنا دیجیے

☆اَللّٰھُمَّ ارْضِنِیْ بِقَضَائِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ

یا اللہ! مجھے اپنی تقدیر پر راضی فرما دیجیے اور میری تقدیر میں برکت عطاء فرما دیجیے......

☆اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ نَفْسًا بِکَ مُطْمَئِنَّۃً تُؤْمِنُ بِلِقَائِکَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِکَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِکَ

یا اللہ! مجھے ایسا نفس دیجیے جو آپ سے مطمئن اور راضی ہو وہ آپ سے ملاقات کا یقین رکھے...... اور آپ کی تقدیر پر راضی رہے...... اور آپ کے دیئے ہوئے پر قناعت کرے......

یہ چند دعائیں جو فوری طور پر قلم پر آ گئیں......بطور مثال عرض کر دیں......جس کی تقدیر اس کے گمان میں بری جا رہی ہو وہ چند دن مکمل توجہ اور ہمت سے ان کا اہتمام کرے...... چند دن میں ہی اندھیرے سے روشنی میں آ جائے گا ان شاء اللہ......

اگر کسی کو اپنے اندر غور کرنے سے معلوم ہو کہ...... سستی اور بے کاری کا حملہ ہے تو وہ اُن کے علاج والی دعائیں تھام لے...... چند دن ایسا گھوٹا لگائے کہ ان دعاؤں میں گم ہو جائے......کسی کو محسوس ہو کہ...... ہر وقت مال کی طرف رغبت اور دھیان ہے...... اور پیسہ، پیسہ، پیسہ دل و دماغ پر چھا گیا ہے تو اس کے لیے...... بڑی پُر اثر دعائیں موجود ہیں...... چند دن توجہ اور اہتمام کرے تو...... دل مطمئن ہو جائے گا ان شاء اللہ......

# جادو، جنات کے وہم سے باہر نکلیں

آج کل عامل حضرات نے حضور اقدس ﷺ کی امت کو ''جادو'' اور ''جنات'' کے وہم میں مبتلا کر رکھا ہے...... جو بھی اُن کے پاس چلا جائے اسے فوراً ''جادو'' یا آسیب بتا دیتے ہیں...... پھر تعویذ پلاتے، تعویذ باندھتے ہیں...... تعویذ جلاتے ہیں...... اور معلوم نہیں کیا کیا کراتے ہیں...... حالانکہ ننانوے فیصد سے زائد افراد پر نہ جادو ہوتا ہے اور نہ جنات...... ''عامل حضرات'' کو سمجھایا جائے کہ مسلمانوں کو خوامخواہ جادو اور جنات کے وہم میں نہ ڈالیں تو وہ کہتے ہیں کہ...... جب تک ان وہمی مریضوں کو جن یا جادو نہ بتایا جائے تو یہ مطمئن ہی نہیں ہوتے...... اس لیے مجبوراً کہہ دیتے ہیں کہ...... آپ پر بہت پرانا جادو ہے...... یا کالا جادو ہے...... یا سفلی ہے...... دراصل لوگوں نے اصل جادو دیکھا نہیں...... جادو کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے...... اور جادو سہنا بھی کوئی آسان آفت نہیں ہے...... اصلی اور سفلی جادو تو شکلیں بدل دیتا ہے...... دماغ اُلٹ دیتا ہے...... اور مریضوں کو سالہا سال کے لیے چارپائی پر لٹا دیتا ہے...... جادو کرنے کی ہمت صرف وہی افراد کرتے ہیں جو ایمان اور اسلام کو چھوڑ چکے ہوتے ہیں...... کفر اختیار کر چکے ہیں...... اور اپنے نفس پر طرح طرح کی پابندیاں لگا چکے ہوتے ہیں...... کوئی مسلمان...... مسلمان رہتے ہوئے جادو نہیں کر سکتا...... اور کوئی انسان ...... عام اور نارمل زندگی گذارتے ہوئے بھی جادو نہیں کر سکتا...... اس کے لیے اسے بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے...... اور پھر جس پر جادو ہو جائے وہ بھی عام زندگی نہیں گزار سکتا...... کئی لوگ نام پوچھ کر جادو معلوم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں...... آپ اُن کے پاس کسی مرے ہوئے شخص کا نام اور اس کی والدہ کا نام بھیج دیں تو فوراً...... حساب لگا کر کہہ دیں گے کہ اس پر جادو ہے...... اسی طرح حقیقی جادو کا علاج بھی ہر کسی کے بس میں نہیں ہے...... اس کے لیے بڑے مجاہدے اور بڑے علم کی ضرورت ہے...... الحمدللہ مسلمانوں کے پاس سورہ فاتحہ، آیۃ

الکرسی اور چاروں قل موجود ہیں...... جو ان کا روزمرہ اہتمام رکھے وہ جادو سے محفوظ رہتا ہے...... میری آپ سب سے دردمندانہ گذارش ہے کہ...... آپ سید الاوّلین والآخرین حضرت محمد ﷺ کے امتی ہیں...... آپ کو زیب نہیں دیتا کہ آپ ''جادو'' یا ''جنات'' سے ڈریں...... اور ان کے وہم میں اپنی زندگیاں برباد کریں...... اکثر لوگوں کو جسمانی بیماریاں ہوتی ہیں...... کئی لوگوں کو ذہنی اور نفسیاتی بیماریاں ہوتی ہیں...... کئی لوگوں کو وہم کا مرض لگ جاتا ہے...... ہر کسی کو ''جادو اور ''جنات'' کا بتانے والے بھی اللہ تعالیٰ سے ڈریں...... وہ اپنے اس جھوٹ کا قیامت کے دن کیا جواب دیں گے؟ کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے...... کوئی آپ کو چھوڑ کر عاملوں کے پاس ذلیل ہونا چاہتا ہے تو ہوتا رہے...... آپ بغیر علم کے کسی پر جادو یا جنات کا دعویٰ نہ کریں...... نہ ''جادو'' اتنا آسان ہے...... اور نہ ''جنات'' اتنے فارغ ہیں کہ...... بس انسانوں کے پیچھے پڑے رہیں...... اور پھر عاملوں کے دعوے کے مطابق جلتے مرتے رہیں...... وہ اللہ تعالیٰ کی ایک مکلف مخلوق ہے...... وہ خود بال بچوں والے ہوتے ہیں...... اُن پر بھی ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد فرض ہے...... اُن کی بھی معاشی ضروریات ہوتی ہیں...... اُن کا بھی خاندانی، قومی اور سیاسی نظام ہوتا ہے...... وہ بھی ہماری طرح...... حضور اقدس ﷺ کے امتی ہیں...... اُن میں بھی بڑے بڑے علماء، اولیاء اور مجاہدین ہوتے ہیں...... اُن میں بھی انسانوں کی طرح ''کفار'' منافقین اور فساق ہوتے ہیں...... اُن کے بھی مدارس، مکاتب اور تعلیم گاہیں ہوتی ہیں...... ہم ان سب باتوں کو فراموش کر کے بس اسی میں لگے رہتے ہیں کہ وہ فلاں پر چڑھ گئے...... اب اُن کے اتنے افراد جلا دیئے...... اب اُن کو بوتل میں بند کر دیا......

''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ''

میں نعوذ باللہ ''جادو'' اور ''جنات'' کا انکار نہیں کر رہا...... جادو ہوتا ہے...... یہ قرآن مجید سے

ثابت ہے...... ''جنات'' موجود ہیں یہ بھی قرآن مجید سے ثابت ہے...... انسانوں پر جادو اور جنات بھی ہو سکتے ہیں...... مگر یہ سلسلہ اتنا وسیع اور عام نہیں ہے جیسا کہ آج کل ماحول بن گیا ہے...... اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ''دیندار'' مسلمان اس کا زیادہ شکار ہیں...... جب آپ گندے ناپاک بے نمازی تھے تو نہ آپ پر جادو تھا...... اور نہ جنات...... اب ماشاء اللہ نمازی ہیں...... پاک صاف رہتے ہیں...... تو پھر اب آپ پر کس طرح سے جادو اور جنات نے حملہ کر دیا؟......

نہ دین کی فکر...... نہ جہاد کی محنت...... نہ آخرت کی تیاری...... بس دن رات جن جادو...... جن جادو......

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ

جادو اور جنات سے زیادہ خطرناک چیز...... ''نظر'' ہے...... یہ ''نظر'' انسان بھی لگاتے ہیں...... اور ''جنات'' بھی...... اور ''نظر'' کا نقصان معمولی نہیں ہوتا...... لیکن ''نظر'' سے بھی ڈرنا جائز نہیں...... مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا...... البتہ ''نظر'' کے علاج اور حفاظت کے لیے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بے حد مؤثر دعائیں موجود ہیں...... آپ اُن دعاؤں کا ایک سیٹ (یعنی مجموعہ) بنا لیں...... اور دن رات میں ایک بار اُن کو توجہ سے پڑھ لیا کریں...... آپ خود کو اپنی اصلاح اور دین کے کام میں جتنا مشغول رکھیں گے...... آپ اُن چیزوں سے اسی قدر محفوظ رہیں گے ان شاء اللہ......

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

# قرآن کے سائے میں

## سورۃ البقرۃ (آیت ۱۰۹)

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ترجمہ: اکثر اہل کتاب تو اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کرلے جائیں سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

## خلاصہ

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو ہوشیار فرما رہے ہیں اور انہیں متنبہ کر رہے ہیں کہ اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کافر تمہیں مرتد بنانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ وہ تمہارے ظاہری اور باطنی دشمن ہیں اور وہ تم سے حسد رکھتے ہیں (۲) مسلمان فی الحال صبر کریں اور نماز اور زکوٰۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط بنائیں اور اپنی جماعت کو ان عبادات کے ذریعے قوت دیں (۳) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کا علاج...... جہاد فی سبیل اللہ کے حکم کے ذریعے نازل ہونے والا ہے...... جہاد فی سبیل اللہ پورے عالم میں امن کا انتظام کرنے والا قانون ہے (۴) مسلمان اپنی کمزوری اور اپنے دشمنوں کی طاقت سے پریشان نہ ہوں، جب جہاد کا حکم نازل ہوگا اور مسلمان اس پر عمل کریں گے تو وہ اکیلے نہیں ہوں گے اللہ پاک ان کی مدد کرنے اور انہیں غالب کرنے پر قادر ہے (۵) جہاد...... امر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

## اقوال

(۱) یہ آیت یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے (۲) کعب بن اشرف یہودی کے متعلق نازل

ہوئی ہے (۳) حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب کے متعلق نازل ہوئی ہے (۴) غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو ظاہری شکست ہوئی تو یہودیوں نے مسلمانوں کو طعنے دینا شروع کردیئے...... اور انہیں مرتد ہونے کی دعوت دینے لگے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (۵) اس آیت میں سازشوں اور دشمنیوں سے ستائے ہوئے مسلمانوں کے لئے فتح، نصرت اور غلبے کی بشارت ہے۔

## حوالے

(۱) بعض یہود شب و روز مختلف تدبیروں سے دوستی اور خیر خواہی کے پیرایہ (انداز) میں مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوششیں کیا کرتے تھے اور باوجود ناکامی کے اپنی دھن سے باز نہ آتے تھے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر متنبہ فرمادیا۔ (بیان القرآن)

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال کان حی بن اخطب وابو یاسر بن اخطب من اشدّ الیهود للعرب حسداً اذ خصهم اللہ برسوله صلی اللہ علیه وسلم، وکانا جاهدین فی ردالناس عن الاسلام ما استطاعا فانزل اللہ فیهما (ابن کثیر) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے عربوں پر سخت حسد کرنے والے تھے کہ اللہ پاک نے عربوں میں سے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا فرما کر انہیں خصوصیت بخشی۔ یہ دونوں بھرپور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کو اسلام سے ہٹادیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

(۳) شان نزول کے ایک مخصوص واقعہ کی بنا پر عموماً مفسرین نے یہاں اہل کتاب یا احبار یہود کو لیا ہے لیکن لفظ قرآنی عام ہے اور یہود و نصاریٰ دونوں اس کے عموم میں یکساں داخل ہیں، مسیحیوں کی طرف سے جو کھلا ہوا زبردست اور منظم اور علماء یہود کی طرف سے نسبتاً ہلکا اور مخفی پروپیگنڈہ عقائد اسلام کے خلاف سیاسی، معاشری، تاریخی، جغرافی تحریروں کے ذریعہ سے اسلامی آبادیوں کے درمیان جاری رہتا ہے وہ سب اسی حقیقت کے مظاہر ہیں، غایت ان ساری سرگرمیوں اور کوششوں کی یہی رہتی ہے کہ مسلمان اگر یہودیت و مسیحیت کو نہ بھی قبول کریں جب بھی کم سے کم اپنے دین کی طرف سے تو ضرور بدگمان اور برگشتہ ہو کر رہیں...... پرانے مفسروں نے بھی کہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کو ایک زبردست انتباہ کافروں کی مسلم دشمنی سے متعلق ہے۔ (تفسیر ماجدی)

# کلامِ ہادیٔ عالم ﷺ

## باب: فضل الغدوة أو الروحة فی سبیل الله
## جہاد فی سبیل اللہ میں ایک صبح یا ایک شام (کچھ وقت) گذارنے کی فضیلت کا بیان

(۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا ۔ (متفق علیه و اللفظ لمسلم)

[صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۷۹۶، وصحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۸۰، وقد روی هذا الحدیث عن عدة من الصحابة من أنس بن مالك، وأبی هریرة، وسهل بن سعد الساعدی، وأبی أیوب وغیرهم رضی الله تعالی عنهم أجمعین]

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے راستے میں گزری ایک صبح یا ایک شام دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔“

فائدہ: جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کے بعد ”اجر عظیم“ کا یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے...... راستے میں گذرنے والے صبح اور شام، محاذ، مورچے، چھاؤنی اور رباط میں گذرنے والے اور گھر پہنچنے تک واپسی والے صبح و شام سب اس میں شامل ہیں...... اور ہر ”غدوہ“ یعنی صبح اور ہر ”روحہ“ یعنی شام کی یہ الگ الگ فضیلت ہے...... کہ ہر صبح بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور ہر شام بھی...... یعنی اگر کسی کو دنیا کے سارے مال و اسباب اور نعمتیں دے دی جائیں...... پھر وہ انہیں خیر کے کاموں میں خرچ کر دے...... تب بھی وہ مجاہد کی ایک صبح یا ایک شام کے اجر کو نہیں پہنچ سکے گا۔ واللہ اعلم بالصواب

مولانا
طلحۃ السیف

# غزہ کی نئی قیادت

غزہ میں قتل عام جاری ہے ۔اہل غزہ کی تکالیف روز افزوں ہیں ۔بھوک ،بے سروسامانی ،اشیاء ضرورت کا فقدان ابھی تک اپنی شدت پر ہے ،سخت گرم موسم میں پانی کی عدم دستیابی ایک سخت ابتلاء ہے ۔زخمی اور معذور علاج معالجے کی سہولیات سے محروم ہیں اور معاہدے میں طے شدہ شقوں میں انہیں علاج کیلئے سفر کی سہولت دینے کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا۔امت انہیں بھول رہی ہے ۔تعاون کے لئے کھلنے والی مٹھیاں بند ہو رہی ہیں ۔ان کے لئے ایک بار شدت سے اُٹھنے والا ایثار کا جذبہ دم توڑ رہا ہے ۔اب ان کا ذکر دینی اجتماعات اور مجالس سے بھی غائب ہوتا جا رہا ہے اور ان کے بارے میں فکرمندی کا رویہ معاشرے سے اُٹھتا جا رہا ہے ۔اب نہ ان کے لئے کوئی تعاون کی اپیل ہے نہ ان کے لئے کوئی احتجاجی صدا۔حالانکہ ان کے مصائب اور تکالیف صرف ان ضروریات کے فقدان تک محدود نہیں آج بھی ہر روز غزہ میں اوسطاً دس سے بیس افراد جام شہادت نوش کر رہے ہیں ۔اسرائیلی جارحیت کا طوفان تھما نہیں ۔جنازے تک بمباری سے محفوظ نہیں ۔طعام گاہیں ،علاج گاہیں ،مساجد ،کمیونٹی سنٹرز ،تعلیمی ادارے سب نشانے پر ہیں ۔میڈیا پر چونکہ اب ان لاشوں کی خبریں موجود نہیں اس لئے امت میں بھی ان پر کوئی ردعمل نہیں ۔بلکہ معاملہ یہاں تک آن پہنچا ہے کہ بہت سے ایسے مسلمان جو کل تک اہل غزہ کا درد بانٹ رہے تھے اب حالات سے مایوس اور متاثر ہو کر ان کے متعلق بدگمانیاں پھیلانے لگے ہیں ،مایوسیاں بانٹ رہے ہیں ،وساوس عام کر رہے ہیں اور ان کی زبانیں بھی ان اہل عزیمت کے متعلق منافقانہ باتوں میں مشغول نظر آ رہی ہیں ۔اللہ تعالی رحم فرمائیں اتنے حساس معاملے

میں اتنی بے حسی پر پکڑ سے پناہ مانگنی چاہیئے۔اہل غزہ آج بھی تعاون اور توجہ کے مستحق ہیں اور یہ ان کا اس پوری امت پر حق بھی جس کی طرف سے وہ حرم اقصیٰ کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور رباط میں قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔وہ اپنا فرض نبھانے کا حق ادا کر رہے ہیں لیکن کیا ہم بھی اپنی ذمہ داری پر پورا اُتر رہے ہیں؟ یہ سوال خود سے بار بار کرتے رہنا چاہیئے تاکہ ہمیں یاد رہے۔

جہاد اقصیٰ کے حقیقی وارث ”حماس“ نے گذشتہ دنوں غزہ میں اپنی حکومت کے خاتمے کا اعلان کیا تو اس پر طرح طرح کے تبصرے ہونے لگے۔اہل محبت بھی کچھ مایوس اور مشوش نظر آئے جبکہ اہل نفاق کی زبانوں نے حسب سابق زہر اگلا۔حالانکہ یہ اس امن معاہدے کی ایک پہلے سے طے شدہ شق تھی جس پر ہر جانب سے اطمینان کا اظہار کیا گیا تھا۔اس لئے یہ اعلان تو جلد یا بدیر ہونا ہی تھا۔اس کا اصل طے شدہ وقت وہ تھا جب اس معاہدے کے دوسرے دور پر عمل درآمد کا آغاز ہوتا لیکن حماس کو ایک وجہ سے اس کا قبل از وقت اعلان کرنا پڑا۔اسرائیل چونکہ خود اس معاہدے پر عمل نہیں کر رہا اور وہ اپنی تمام تر خلاف ورزیوں کا ذمہ دار حماس کو ٹھہراتا ہے۔غزہ میں روزانہ انسانی ضروریات کی اشیاء جتنی مقدار میں داخل ہونے کی ضمانت اس معاہدے میں دی گئی تھی اسرائیل اس پر عمل نہیں ہونے دے رہا۔امدادی سامان طے شدہ مقدار سے دس گنا کم مقدار میں داخل ہو پا رہا ہے اور متعدد بار اسرائیل اس سلسلے کو بھی مکمل کئی کئی ایام بند کر دیتا ہے۔اور اس کارروائی کا بہانہ اسی بات کو بنایا جاتا رہا ہے کہ غزہ میں چونکہ ابھی تک حماس کی حکومت ہے اور اسرائیل نہیں چاہتا کہ یہ سامان ان کے ہاتھوں میں جائے۔اس لئے حماس نے ثالثوں کے سامنے اسرائیل کے اس بہانے کا بھی توڑ کر دیا اور اپنی حکومت تحلیل کرنے کا قبل از وقت اعلان کر دیا تاکہ ثالث اور عالمی برادری اسرائیل پر دباؤ ڈال کر امدادی سامان کی رسائی بحال کروائیں۔اور یہاں یہ معاملہ ہوا کہ حماس کی اس قربانی کو ان کی پسپائی اور نہ جانے کیا کیا بنا دیا گیا۔حماس کے حکومت تحلیل کرنے کے اعلان کے بعد نہ تو کوئی متبادل سیٹ اپ ابھی تک سامنے آیا ہے اور نہ اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے اس لئے عملی طور غزہ کا نظام اب بھی حماس کے بنائے ہوئے نظام کے تحت ہی چل رہا ہے۔حماس اور اہل غزہ کا کھلا اعلان ہے کہ وہ غیر مسلح ہونے کی شرط کو کسی صورت قبول نہیں کریں گے اور نہ ہی مسجد اقصیٰ سے دستبردار ہوں گے اور

اس کی جو بھی قیمت ادا کرنی پڑے کریں گے۔ وہ اپنے اعلان پر قائم ہیں اور قربانیاں پیش کر رہے ہیں ایسے میں ان پر پسپائی کی تہمت لگانا اور ان کے متعلق مایوسی پھیلانا اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔ آپ اگر طوفان الاقصیٰ سے پہلے اور طوفان الاقصیٰ کے بعد اپنی بصیرت اور ایمان کی بنیاد پر حماس کے ساتھ تھے تو یقین رکھیں حماس وہی ہیں۔ وہ نہیں بدلے۔ نہ ان کے اہداف بدلے ہیں نہ فکر و نظر میں کوئی تبدیلی آئی ہے اور نہ ہی ان کے عزائم کمزور ہوئے ہیں اس لئے اب بھی اسی بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ ان کے ساتھ رہیں۔

قلندر یحییٰ سنوار رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد حماس کے سیاسی دفتر کی قیادت کا منصب خالی رہا۔ عسکری قائدین میں سے جو بھی مقام شہادت پر فائز ہوا اس کے جانشین کا اعلان کیا جاتا رہا لیکن سیاسی امور کی نگرانی عارضی طور پر ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی کے سپرد کر دیئے گئے اور یحییٰ سنوار کے جانشین کا اعلان مؤخر کر دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حماس کے سیاسی مکتب کے قائد کا تقرر انتخابی عمل کے ذریعے کیا جاتا آرہا ہے اور اس وقت حالات انتخابات کیلئے سازگار نہ تھے۔ یہ کمیٹی باہمی مشاورت سے تمام تر معاملات سنبھالتی رہی۔ معاہدہ طے پانے کے بعد حماس کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اب اس منصب کے لئے طے شدہ طریق کار کے مطابق تقرری کے عمل کا آغاز کیا جارہا ہے۔ صدارت کے لئے جن دو امیدواروں کے نام سامنے آئے وہ تھے ڈاکٹر خالد مشعل اور ڈاکٹر خلیل الحیۃ حفظہما اللہ تعالیٰ۔ ڈاکٹر خالد مشعل اس وقت حماس کے سب سے سینئر رہنما ہیں اور طویل زمانے سے غزہ سے باہر دنیا میں حماس کا سب سے جانا پہچانا چہرہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری عمر کی نسل کیلئے حماس کا تعارف ہی خالد مشعل رہے ہیں۔ ان کی زندگی قضیہ اقصیٰ و فلسطین کیلئے قربانیوں اور ہجرتوں کی ایک طویل داستان ہے اور ان کے بیرونی دنیا میں اس حوالے سے مؤثر کردار کی وجہ سے اسرائیل کی طرف سے وہ سب سے زیادہ نشانہ بنائے جانے والے رہنما ہیں۔ ان پر درجنوں قاتلانہ حملے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی اور ان سے اپنے دین اور جہاد اقصیٰ کی نصرت کا خوب کام لیا۔ ڈاکٹر خلیل الحیۃ غزہ میں یحییٰ سنوار شہید کے سب سے معتمد اور قریبی ساتھی رہے ہیں۔ طویل زمانہ انہوں نے السنوار کی نیابت نبھائی۔ ان کے چار بیٹے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جام شہادت نوش کر چکے ہیں غرضیکہ اس عظیم مبارک جہاد میں ان کی جدو جہد اور قربانیاں محتاج

تعارف نہیں ۔ان دونوں کے درمیان یہ انتخابی عمل حالات کے پیش نظر کافی طویل وقت جاری رہا اور کل بالآخر حماس کے مکتب کی طرف سے باضابطہ ڈاکٹر خلیل الحیۃ کی اس منصب پر تقرری کا اعلان کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کی اور حماس کی تمام مجاہد قیادت کی حفاظت فرمائے اور ان کے جہاد عظیم کو فتح اور مقاصد کی تکمیل سے ہمکنار فرمائے ۔آمین

ذیل میں المرکز الفلسطینی للاعلام (فلسطین میڈیا سنٹر) کا جاری کردہ اعلامیہ نقل کیا جارہا ہے۔

اسلامی تحریک مزاحمت ''حماس'' نے پیر کے روز اعلان کیا ہے کہ مجاہد رہنما خلیل الحیہ کو تحریک کے سیاسی بیورو کا نیا سربراہ منتخب کرلیا گیا ہے، جو شہید رہنما یحییٰ سنوار کی جانشین ہوں گے۔

یہ اعلان حماس نے مجلسِ شوریٰ عام کے اندرونی انتخابات کی تکمیل کے بعد ایک مختصر بیان میں کیا۔

بعد ازاں ایک تفصیلی بیان میں حماس نے وضاحت کی کہ مجاہد رہنما خلیل الحیہ کا یہ انتخاب ایک منظم اندرونی انتخابی عمل کے نتیجے میں عمل میں آیا ہے۔اس جامع شوریٰ اور ادارہ جاتی عمل میں غزہ کی پٹی، مغربی کنارے، قابض دشمن کی جیلوں اور فلسطین سمیت بیرونِ ملک موجود تحریک کے تمام حلقوں اور اکائیوں کے نمائندگان نے بھرپور شرکت کی۔

جماعت نے مجاہد رہنما خلیل الحیہ کو اپنے اکابرین اور ذمے داران کا پختہ اعتماد حاصل کرنے پر دلی مبارکباد پیش کی ہے اور بارگاہِ الٰہی میں دعاء کی ہے کہ وہ انہیں اس گراں قدر امانت کو نبھانے، درست سمت پر استقامت سے گامزن رہنے اور ہمارے مظلوم عوام و قومی نصب العین کی خدمت میں کامیابی سے سرفراز فرمائے۔

بیان میں اس عزم کا اعادہ کیا گیا ہے کہ کسی بھی بات سے پہلے حماس غزہ کی پٹی کے ان باحوصلہ اور غیور عوام کے سامنے عقیدت سے سر جھکاتی ہے جنہوں نے نسل کشی کی اس ہولناک جنگ کو اپنی جانوں، جسموں، اجڑے گھروں اور محدود وسائل کے ساتھ بڑی بہادری سے جھیلا ہے۔انہوں نے اپنے ان لامتناہی مصائب کو حریت پسندوں کے لیے ایک روشن مینار میں تبدیل کر دیا اور پوری انسانیت کو استقامت اور وقار کا نیا درس دیا۔

بیان میں مزید کہا گیا کہ ''اس سرفراز غزہ سے، مقبوضہ بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کی ارضِ پاک تک

وہ سلام پہنچتا ہے جہاں ہمارے عوام یہودیانے، تقسیم کی سازشوں اور یہودی آباد کاروں کے ناپاک دھاووں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنے ہوئے ہیں۔مغربی کنارے کے ان غیور بھائیوں کو بھی سلام جو آباد کاری، اندھادھند گرفتاریوں، توڑ پھوڑ اور روزانہ کے فوجی چھاپوں کے طوفان کا سینہ سپر مقابلہ کر رہے ہیں۔سرزمین 1948ء کے ان درخشاں ستاروں کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتی ہے جو اپنی شناخت اور فکری وابستگی پر چٹان کی طرح ثابت قدم ہیں، دنیا بھر کے کیمپوں اور دنیا بھر میں بسنے والے ان مہاجر فلسطینیوں کو بھی جو اس امانتِ مقدسہ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

حماس نے قابض دشمن کی زندانوں میں قید اپنے ان بہادر اسیران کو بھی سلام عقیدت پیش کیا جنہوں نے تمام تر ظالمانہ پابندیوں کے باوجود اس شوریٰ کے عمل میں بھرپور حصہ لیا اور اس عزم کا اعادہ کیا کہ ان کی آزادی اور رہائی تحریک کی اوّلین ترجیحات میں ہمیشہ سرفہرست رہے گی۔

بیان میں اس امر پر زور دیا گیا کہ اتنے انتہائی پیچیدہ سکیورٹی اور سیاسی حالات میں جب تحریک کی قیادت، مخلص کارکنوں اور ہمارے عوام کو اندرون ملک اور باہر ہدف بنایا جارہا ہے، اس انتخابی مرحلے کو کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچانا کوئی معمولی انتظامی معاملہ نہیں ہے۔یہ اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ حماس ایک ایسی اصولی اور منظم تحریک ہے جو اپنے اداروں اور شوریٰ کے اصولوں پر چلتی ہے اور اپنے داخلی ضوابط و قوانین کی سختی سے پابند ہے۔

جماعت نے دوٹوک انداز میں کہا کہ اس کے تمام فرزند، قائدین اور ادارے پوری ذمہ داری اور وحدت کے جذبے کے ساتھ نومنتخب قیادت کی پشت پر ایک مضبوط دیوار کی طرح کھڑے ہیں اور اپنے قومی اور جہادی فریضے کو پوری تندہی سے انجام دیتے رہیں گے۔اس موقع پر حماس نے اندرونی و بیرونی تمام شعبوں، دفاتر اور تنظیمی ڈھانچوں کے ان تمام کارکنوں اور ذمے داران کی گراں قدر محنت کو بھرپور سراہا جنہوں نے اس انتخابی عمل کو غیر معمولی سکیورٹی چیلنجز کے باوجود کامیابی سے ہمکنار کیا۔

بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ تاریخ کے ہر دور کے اپنے مخصوص سوالات، پیچیدہ حقائق اور کٹھن چیلنجز ہوتے ہیں لیکن آج ہمارے فلسطینی عوام جس نازک موڑ سے گزر رہے ہیں، وہ اس بات کا متقاضی ہے کہ تمام قوتیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔غزہ، مغربی کنارہ، بیت المقدس، اندرون فلسطین کے

علاقوں اور سمندر پار کی آوازیں ایک ہوں تاکہ موجودہ حالات کا گہرا فہم اور دوراندیشی کے ساتھ مستقبل کے چیلنجز کا مؤثر جواب دیا جاسکے۔ یہ سب کچھ وحدتِ امت، پختہ عزم اور ہمارے عوام کے جائز حقوق اور اُمیدوں سے گہری وابستگی کا متقاضی ہے۔

حماس نے اپنے ان تمام جاں نثار شہداء اور قائدین کی ارواحِ طیبہ کو انتہائی احترام کے ساتھ خراج عقیدت پیش کیا جنہوں نے آزادی کے اس مقدس راستے پر اپنی جانیں نچھاور کیں۔ ان میں سرکردہ شہداء بالخصوص معرکہ طوفانِ الاقصیٰ کے وہ ہیرو شامل ہیں جنہوں نے اپنی خون سے ہمارے عظیم اور مقدس نصب العین کی تاریخ میں ایک تابناک باب رقم کیا۔ ان میں شہید رہنما اسماعیل ہنیہ، شہید رہنما صالح العاروری، شہید رہنما یحییٰ السنوار، القسام بریگیڈز کے کمانڈر جنرل شہید محمد ضیف اور تحریک کے دیگر تمام شہداء، قائدین، کارکنان اور دیگر فلسطینی فصائل کے مجاہدین شامل ہیں۔

حماس نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جب وہ اپنا یہ داخلی ہدف کامیابی سے مکمل کر رہی ہے، تو اس کی تمام تر توجہ اور اوّلین ترجیح غزہ کے عوام پر مسلط اس وحشیانہ جارحیت کا خاتمہ، ان کے ناقابل تسخیر حقوق کا تحفظ اور غزہ کے محصورین کی تکالیف کا مداوا ہے۔ اس مقصد کے لیے فوری محاصرے کا خاتمہ، طبی اور انسانی امداد کی بلاتعطل فراہمی، ایک منصفانہ اور جامع تعمیرِ نو کے عمل کا آغاز اور کسی بھی نام یا حیلے سے ڈھلنے والے جبری انخلاء کے تمام غاصبانہ منصوبوں کی بیخ کنی اس کے لائحہ عمل کا بنیادی حصہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مقبوضہ بیت المقدس، مغربی کنارے اور اسیرانِ وطن کی رہائی کے لیے جدوجہد جاری رکھی جائے گی۔

حماس نے اپنے صابر و شاکر عوام، امتِ عربی و اسلامی کے تمام مخلص بھائیوں، ان برادر ممالک جنہوں نے تحریک اور اس کی قیادت کو خلوص کے ساتھ پناہ دی اور دنیا بھر کے تمام حریت پسندوں کا شکریہ ادا کیا جو اس حق کی جنگ میں فلسطینیوں کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ تحریک نے عہد کیا کہ وہ آخری سانس اور آزادی و واپسی کی منزل تک شہداء کے مقدس لہو، زخمیوں کی سسکیوں، اسیران کی قربانیوں اور اپنے عظیم عوام کے پختہ عزم کے ساتھ ہمیشہ وفادار رہے گی۔

## مردِ مجاہد اصولوں کا پاسبان

مجاہد رہنما خلیل الحیہ کا شمار حماس کے ان مدبر اور بہادر قائدین میں ہوتا ہے جنہوں نے سیاسی فہم و

فراست اور ایک سچے مجاہد کے عزمِ صمیم کو ہمیشہ یکجا رکھا ہے۔ انہوں نے کبھی میدانِ عمل اور محاذِ جنگ کی سختیوں سے منہ نہیں موڑا۔

انہیں بجا طور پر ”مرد میدان اور اصولوں کا پاسبان“ کہا جاتا ہے جنہوں نے انتہائی کٹھن حالات میں بھی تحریک کی قیادت کا بوجھ اُٹھایا اور آزادی کے حصول تک مزاحمت کے راستے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔

مجاہد رہنما خلیل الحیہ نے اپنے چار بیٹوں سمیت اپنے خاندان کے متعدد عزیزوں کو اس راہِ حق میں قربان کیا، لیکن دشمن کی قید و بند اور اپنوں کی جدائی کے صدمات کے باوجود وہ اپنے مؤقف پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔

حرکتِ قلبی اور فکری پختگی کی حامل یہ قد آور شخصیت پہلی انتفاضہ کے نڈر معرکوں سے کندن بن کر نکلی تھی، جنہوں نے معرکہ طوفانِ الاقصیٰ میں صفِ اول میں کھڑے ہو کر عملی قیادت کی اور ہر مشکل موڑ پر اصولوں کی بالادستی کا پرچم بلند رکھا۔

یہ تاریخی انتخاب اس بات کا غماز ہے کہ حماس اپنے شہداء اور اکابرین کے طے کردہ روشن نظریاتی اور میدانی راستے پر پوری آب و تاب کے ساتھ گامزن ہے۔

یاد رہے کہ اس سال مئی کے مہینے میں حماس نے اپنے ایک بیان میں اعلان کیا تھا کہ وہ تحریک کے نئے صدر کے چناؤ کے لیے انتخابی عمل کا دوسرا مرحلہ منعقد کرے گی، کیونکہ پہلے مرحلے میں حتمی نتیجہ سامنے نہیں آسکا تھا، البتہ اس وقت امیدواروں کے نام صیغہ راز میں رکھے گئے تھے۔

واضح رہے کہ اگست سنہ 2024ء میں تہران میں شہیدِ ملت اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد شہید یحییٰ السنوار نے سیاسی بیورو کی قیادت سنبھالی تھی اور وہ 16 اکتوبر 2024ء کو رفح کے تل السلطان میں قابض فوج کے ساتھ براہ راست مسلح لڑائی میں جامِ شہادت نوش کرنے تک اس فریضے کو احسن طریقے سے انجام دیتے رہے۔ ان کی شہادت کے بعد حماس نے محمد اسماعیل درویش کی سربراہی میں ایک عارضی لیڈر شپ کونسل تشکیل دی تھی جواب اس نئے انتخابی عمل کے بعد مکمل ہوگئی ہے۔

٢٠

# پیغامِ نبوی ﷺ

مفتی محمد منصور احمد

## اپنی عزت اور ساکھ خراب نہ ہونے دیں!

إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ (صحیح بخاری: ٢٠٣٥)

”یہ صفیہ بنت حیی ہیں!“

نبی کریم ﷺ مسجد میں اعتکاف فرمارہے ہیں اس دوران حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ سے ملنے کیلئے حاضر ہوئیں، جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ اُن کے ساتھ چلے تاکہ انہیں گھر تک پہنچا کے آئیں، آپ ﷺ کے پاس سے انصار کے دو آدمی گذرے، جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو جلدی چلنے لگے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ، یہ صفیہ بنت حیی ہیں!

انہوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یارسول اللہ! واللہ آپ تو شک وشبے سے بالاتر ہیں!

آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے، مجھے یہ ڈر ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں برا خیال نہ ڈال دے!

☆ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ زمزم کی طرح صاف اور ملائکہ کی طرح پاک ہیں!

☆ لیکن آپ ﷺ نے اپنے آپ کو شبہے کا نشانہ بننا گوارا نہ فرمایا!

☆ آپ بھی اپنے آپ کو شبہے کی جگہ رکھ کر لوگوں سے اچھے گمان کا مطالبہ نہ کریں!

☆ لوگ ہر بات میں بدگمانی کرنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں!

☆ آپ لوگوں کو نصیحت کرنے کیلئے رقص گاہ میں نہ جائیں، نہ وعظ کہنے کیلئے شراب کے دستر خوان پر بیٹھیں!

☆ اور پردے پر لیکچر دینے کیلئے عریاں لباس عورت کے پاس نہ رکیں!

☆ لوگ وہی کہیں گے جو وہ آپ کے ساتھ دیکھیں گے، انہیں آپ کے ارادوں کا کچھ پتہ نہیں ہوتا!

☆ اگر آپ شبہات کی جگہ موجود ہوں تو دیکھنے والے کے سامنے بات کی وضاحت ضرور کریں!

☆ اس موقع پر شیطان کو گنجائش نہ دیں کہ دیکھنے والے کے دل میں کوئی غلط خیال پیدا کرسکے!

☆ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر انسان کی اپنی عزت اور ساکھ ہوتی ہے، آپ اپنی ساکھ کو خراب نہ ہونے دیں!

## یہ دین بہت قیمتی ہے، اس لیے اسے ضائع ہونے سے بچائیں!

كَيْفَ تَجِدُكَ؟ (سیر اعلام النبلاء ۳۱۸/۱، البیہقی)

”آپ اپنے آپ کو کیسی حالت میں پاتے ہیں؟“

غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کیلئے بھیجا، اور ان سے فرمایا: جب آپ ان کو دیکھیں تو میری طرف سے سلام کہیں اور ان سے پوچھیں: رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں، آپ اپنے آپ کو کیسی حالت میں پاتے ہیں؟

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مقتولین کے درمیان تلاش کیا اور اس حال میں پایا کہ ان کے جسم پر ستر زخم اور زندگی کی کچھ رمق باقی تھی، آپ نے ان سے فرمایا: اے سعد! نبی کریم ﷺ نے آپ کو سلام بھیجا ہے، اور پوچھا ہے کہ آپ اپنے آپ کو کیسی حالت میں پاتے ہیں؟

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ اور آپ پر سلام!

حضور سے عرض کر دیجئے گا: کہ میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں!

اور میری قوم انصار سے کہہ دیجئے گا: اللہ تعالیٰ کے دربار میں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اگر دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اور تم میں سے کسی ایک بھی شخص کی پلک جھپک رہی ہو، پھر ان کی روح پرواز کرگئی!

☆ دیکھا! یہ دین آپ تک کیسے پہنچا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسموں کی قربانی سے جو نیزوں کے وار سہہ سہہ کر زخموں سے چور ہوئے اور آٹا چھاننے والی چھلنی کی طرح ہو گئے، ان کے خون کی قربانی سے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں بہائے گئے یہ دین آپ تک پہنچا، جب خون بہہ رہا ہوتا تو وہ کہہ رہے ہوتے تھے: اے اللہ میرا خون قبول کرلے اور مجھ سے راضی ہو جا!

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان مالوں کی قربانی سے یہ دین آپ تک پہنچا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں ڈال دیئے گئے، جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کی تیاری کا ایک تہائی خرچہ اکیلے برداشت فرمایا!

☆ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہاڑوں جیسے پختہ عقائد کی وجہ سے یہ دین آپ تک پہنچا، جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ معراج کی رات کے بارے میں کہہ رہے تھے، "اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے تو سچ ہی فرمایا ہے"!

☆ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جرأت کی وجہ سے یہ دین آپ تک پہنچا، جیسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے وقت تمام قریش کو دھمکی دے کر اعلانیہ مدینہ ہجرت فرما رہے تھے!

☆ یہ دین بہت قیمتی ہے، اس لیے اسے ضائع ہونے سے بچائیں!

## اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، آپ ناکام نہیں ہوں گے!

اِسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ (صحیح مسلم: ۲۶۶۴)

"اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور کمزور نہ پڑیں"

☆ درخت اپنی گری ہوئی شاخ کیلئے نہیں جھکتا، بلکہ وہ اوپر کی طرف بلندی کا سفر جاری رکھتا ہے اور نئی شاخیں اُگا لیتا ہے!

☆ وہ پرندہ جس کا کوئی پر گر جائے وہ اس پر کے بغیر بھی اُڑنے کے قابل رہتا ہے!

☆ گندم کی بالیاں جو ہوا کے تھپیڑوں سے جھکتی نہیں، لیکن ہوا کے ساتھ ساتھ لہراتی رہتی ہیں وہ گرنے سے بچ جاتی ہیں! کوئی کامیاب انسان ایسا نہیں جسے ٹھوکریں نہ لگیں! کوئی فاتح قائد ایسا نہیں جس نے ایک آدھ بار شکست کا مزہ نہ چکھا ہو! غزوۂ اُحد کی شکست کے بعد ہی فتح مکہ نصیب ہوئی!

☆ زندگی کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں مدد اسے ہی ملتی ہے جو جھکنا نہیں جانتا!

☆ لہٰذا ایک ضرب آپ کو اپنی کوشش جاری رکھنے سے نہ روکنے پائے!

☆ اپنے زخموں پر مرہم رکھیں، اپنے آنسو پونچھیں، اللہ سے مدد مانگیں اور محنت جاری رکھیں!

☆ اس بار آپ صفر سے شروع نہیں کر رہے ہیں!

☆ آپ اس دھچکے سے شروع کر رہے ہیں جس نے آپ کو مارا نہیں بلکہ آپ کو مضبوط بنا دیا ہے!

# صفر المظفر......فضائل واحکام

قاری نوید مسعود ہاشمی

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان اورزمین بنائے ان میں سے چارحرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے توان مہینوں میں اپنی جان پرظلم نہ کرواورمشرکوں سے ہروقت لڑوجیساوہ تم سے ہروقت لڑتے ہیں اور جان لوکہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔(سورۃ التوبہ پارہ 10 آیت نمبر 32)

ماہ صفر کے متعلق ایک طرف تو بہت سی توہمات اور بدشگونیاں اور دوسری طرف اس کے بارے میں خودساختہ حل بھی تلاش کرلئے گئے ہیں،مثلاًاس ماہ میں شادی نہ کرنا،سفر نہ کرنا،کاروبار کا آغاز نہ کرنا۔اس ماہ کو مردوں پر بھاری سمجھنااس کی تیرہ تاریخ کو منحوس سمجھنا وغیرہ وغیرہ،اس مہینے میں مختلف چیزیں پکا کر محلے میں بانٹنا کہ ہماری بلائیں ٹل جائیں یا دوسروں کی طرف چلی جائیں لیکن دین اسلام میں ان تمام باتوں کی کوئی حیثیت نہیں۔بعض لوگ اس ماہِ صفر میں شادی بیاہ یا کوئی خوشی کا کام نہیں کرتے حالانکہ اس ماہِ صفر المظفرسن 7 ہجری میں حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی فرمائی تھی۔

قارئین کرام سوچیئے!اگر ماہِ صفر میں شادی کرنا منحوس ہوتا تو نبی کریم ﷺ کیوں شادی فرماتے؟بلکہ ماہِ صفر ہی وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھولے اور نبی کریم ﷺ اورآپ کے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فتح خیبر سے نوازا(البدایہ والنہایہ)

عربی میں نحوست کیلئے لفظ طیرہ استعمال ہوتا ہے جوطیر سے نکلا ہے جس کے معنی پرندے کے ہیں۔اہل عرب چونکہ پرندے کے اڑانے سے فال لیتے تھے اسی لئے طائر بدفالی کیلئے استعمال ہونا لگا یعنی بدشگون

لینا۔ دین اسلام میں کوئی دن، مہینہ، جگہ یا انسان منحوس نہیں بلکہ دراصل وہ انسان کا اپنا طرزِ عمل، رویہ، اخلاق اور طریقہ ہوتا ہے جو اس کیلئے مختلف آزمائشوں کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: کوئی بھلائی جو تمہیں پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کوئی برائی جو تمہیں پہنچے تو وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے (سورۃ النساء)

ایسا شخص جو بدشگون (بدفالی) لیتا رہا اس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی چیز سے بدفالی پکڑ کر اپنے مقصد سے لوٹ آیا اس نے شرک کیا (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا) یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا! وہ کہے یا اللہ! تیری دی ہوئی بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں اور تیری فال کے سوا کوئی فال نہیں اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ (مسند احمد)

وساوس اور توہمات سے شیطان انسان کو شرک میں مبتلا کر کے اس کے اعمال ضائع کرواتا ہے، یہ توہمات و بدشگونیاں انسان کو اندر سے کمزور کر دیتی ہیں اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ ایمان و توکل انسان کو جرأت، بہادری اور اعتماد دیتا ہے، اُسے جینے کا ڈھنگ سکھاتا ہے۔ چنانچہ ان توہمات اور بدشگونیوں سے دل کو پاک وصاف رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے تین بار ارشاد فرمایا اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر (اُسے وہم ہو جاتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے اسے دور کر دیتا ہے (سنن ابی داؤد)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرض کا لگ جانا، نحوست اور اُلو اور صفر کچھ نہیں اور جذامی سے اس طرح بچو جس طرح شیر سے بچتے ہو۔ (بخاری شریف)

اور سنن ابی داؤد میں حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ اُلو کا نکلنا کچھ ہے، نہ کسی ستارے کی کوئی تاثیر ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ معلوم ہوا کہ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتی، نہ ہی کوئی جراثیم نہ ہی کوئی وباء۔ یعنی پہلے مریض کو بیماری جہاں سے آئی ہے، یعنی اللہ کے اذن سے، باقی لوگوں کو بھی وہی سے آئے گی۔ البتہ انسان احتیاط کا دامن نہ چھوڑے کیونکہ تدبیر اختیار کرنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے اسباب کو اختیار کرنے ہوئے توکل وبھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہو۔ اسی طرح ستاروں میں اثرات سمجھنا یا ان

کو منحوس سمجھنا اسی طرح تاریخوں کو منحوس سمجھنا، زائچے نکلوانا یہ سب چیزیں وہمی خیالی اور باطل ہے ان کا حقائق سے کچھ تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔البتہ اچھی چیزوں کو اپنے لئے خوش بختی کی علامت سمجھنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں اور نہ بدفالی کوئی چیز ہے اور نیک فال یعنی اچھا کلمہ مجھے پسند ہے (بخاری شریف)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: (لوگو یاد رکھو!) بہترین کتاب تمہارے لئے اللہ تعالٰی کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور سب سے بہترین طریقہ تمہارے لئے وہ ہے جو میرا طریقہ ہے اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں نئے نکالے جائیں گے، ایسے سب نئے کام بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر ایک گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے (مسلم ونسائی)

اور اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رحلت سے پہلے اپنی امت کو وصیت فرمائی کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک اُن پر عمل کرو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور دوسری چیز میری سنت ہے (مؤطا امام مالک)

ماہ صفر المظفر کی تاریخی حیثیت مسلّمہ ہے۔غزوۂ ودان (2 ہجری) غزوہ بئرمعونہ (4 ہجری) وفد بنی عذرہ کا قبول اسلام (9 ہجری) لشکر اسامہ بن زید کی روانگی (11 ہجری) فتح مدائن (16 ہجری) اور دیگر اہم اسلامی اور تاریخی واقعات اور غزوات کے اس ماہ میں پیش آنے کی وجہ سے کوئی بھی اہل بصیرت اس کی تاریخی اہمیت وافادیت کا انکار نہیں کر سکتا۔البتہ قرآن وسنت کی رو سے اس مہینے کی کوئی خاص فضیلت ثابت ہے اور نہ ہی اس میں کوئی مخصوص عبادت مسنون اور مشروع ہے۔اس مہینے کی نحوست ثابت کرنے کے لیے ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "جس نے مجھے صفر کے گزر جانے کی بشارت دی میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا" اس حدیث کی اسنادی حیثیت اس درجہ کی نہیں ہے کہ اس سے استدلال کیا جا سکے، چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات الکبریٰ" میں اور دیگر کبار محدثین نے اپنی تصنیفات میں اس روایت کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے۔فضائل اور وعیدات کے باب میں باتفاق روایات ضعیف روایات تو قابل قبول ہیں، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ضعف شدید نہ ہو، لیکن اس کے لیے موضوع روایات کا سہارا نہیں لیا جا سکتا۔

ماہ صفر کے ساتھ ایک اور جھوٹے واقعے کو منسلک کر کے ایک بدعت کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔وہ یہ کہ

بہت سے لوگ اس مہینے کے آخری بدھ کو سیر وسیاحت کے لیے تفریحی مقامات پر گھومنے پھرنے کے لیے نکل پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس دن اپنی بیماری سے شفایاب ہو کر چہل قدمی کے لیے اپنے حجرہ اقدس سے باہر تشریف لائے تھے۔ یہ امر واقعہ نہیں، بلکہ خلاف حقیقت ہے، اس لیے کہ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس دن بیماری سے شفایاب نہیں ہوئے تھے، بلکہ اس دن تو آپ ﷺ کے مرض الوفات کا آغاز ہوا تھا، چنانچہ استاذ المحدثین مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرۃ المصطفیٰ میں البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

"ماہ صفر کے اخیر عشرہ میں آپ ﷺ ایک بار شب کو اُٹھے اور اپنے غلام کو جگایا اور فرمایا: مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اہل بقیع کے لیے استغفار کروں، وہاں سے واپس تشریف لائے تو دفعۃً مزاج ناساز ہو گیا، سر میں درد اور بخار کی شکایت پیدا ہوگئی، یہ ام المومنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا اور بدھ کا روز تھا"

لہٰذا خاص طور پر اس مہینہ کے آخری بدھ کو اہتمام کر کے سیر وسیاحت کے لیے نکلنا اور اس عمل کو سنت سمجھنا غلط ہے، جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایامِ بیض کے روزے سفر واقامت میں نہیں چھوڑتے تھے (نسائی)

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر ماہ تین روزے رکھے اس نے گویا پوری زندگی کے روزے رکھے۔ کیونکہ اللہ عزت وجلال والے نے اپنی کتاب میں اس کی تصدیق کی ہے۔ (ابن ماجہ، باب الصوم)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص ایامِ بیض کا روزہ رکھے گا وہ سال بھر روزہ رکھنے والا قرار پائے گا" (بخاری شریف)

اس مہینے میں چاہیے کہ ہر پیر، جمعرات، جمعہ اور 13.14.15 تاریخوں میں روزہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ امر واضح ہو گیا کہ صفر کا مہینہ نحوست سے پاک ہے، اس کو منحوس سمجھنا جاہلانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ فی نفسہ کسی بھی وقت اور زمانے میں نحوست نہیں ہوتی، بلکہ اصل میں نحوست انسان کے اعمال بد میں ہوتی ہے، لیکن وہ اپنے کرتوتوں کا ملبہ زمانے پر ڈال کر خود کو بری الذمہ کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولائے کریم توہم پرستی، بدعات، خرافات سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور سنت پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

مولانا زبیر طیب

# حسین سفر......تیاری کیجیے!

رات کی تاریکی ابھی پوری طرح چھٹی بھی نہ تھی کہ مکہ کی گلیاں جاگ اٹھیں۔ لبوں پر ایک ہی صدا تھی:

لبیك اللهم لبیك......

کسی کی آنکھیں نم تھیں، کسی کے دل میں برسوں کی آرزو تھی، کوئی پہلی بار بیت اللہ کو دیکھنے جا رہا تھا، اور کوئی یہ سوچ کر کانپ رہا تھا کہ معلوم نہیں دوبارہ یہ سعادت نصیب ہوگی یا نہیں۔ حج انسان کے اپنے رب کی طرف لوٹنے کا سفر ہے۔ یہ وہ سفر ہے جہاں دنیا کی ہر پہچان پیچھے رہ جاتی ہے اور بندہ صرف بندگی لیے اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔

کبھی سوچا ہے!! اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی زیارت کو زندگی میں ایک مرتبہ فرض کیوں فرمایا؟ کیونکہ بعض دروازے ایسے ہوتے ہیں جو انسان کی پوری زندگی بدل دیتے ہیں۔ حج انہی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جب بندہ احرام باندھتا ہے تو گویا دنیا کی تمام شان و شوکت اتار دیتا ہے۔ نہ لباس کی نمائش، نہ عہدے کی پہچان، نہ دولت کا غرور، صرف دو سفید چادریں اور ایک بے بس بندہ......

پھر عرفات آتا ہے......وہ میدان جہاں انسان اپنی پوری زندگی لے کر اللہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ وقوف عرفہ ہے۔ روئے زمین کا سب سے عظمت والا دن...... ہائے عرفات کا میدان اور اس کا وقوف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حج عرفہ ہے۔ یہ وہ لمحے ہیں جب زمین پر کھڑے بندوں کی آہیں آسمان تک پہنچتی ہیں، اور رحمتِ الٰہی اپنے بندوں پر سایہ فگن ہو جاتی ہے۔

دل جھکنے لگتے ہیں۔ آنکھیں برسنے لگتی ہیں۔ دن چڑھتا ہے، دھوپ تیز ہونے لگتی ہے، مگر کسی کو گرمی کی پروا نہیں، ہر شخص اپنے رب سے باتوں میں مصروف ہے، آج تو خصوصی ملاقات اور مناجات کا دن

ہے۔کوئی برسوں سے دبے ہوئے آنسو بہا رہا ہے،کوئی اپنی اولاد کے لیے دعا کر رہا ہے،کوئی والدین کی مغفرت مانگ رہا ہے،کوئی اپنی زندگی کے گناہوں کو یاد کر کے سسک رہا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس میدان میں لاکھوں زبانیں بول رہی ہیں، مگر سننے والا صرف ایک ہے ہمارے خالق و مالک اللہ تعالیٰ......

پھر دوپہر ڈھلنے لگتی ہے......ہاتھ پہلے سے زیادہ بلند ہو جاتے ہیں،آنسو پہلے سے زیادہ بہنے لگتے ہیں،دعائیں پہلے سے زیادہ بے قرار ہو جاتی ہیں، کیونکہ ہر دل جانتا ہے یہ ساعتیں بار بار نہیں ملتیں۔شاید زندگی میں دوبارہ یہ دن نصیب نہ ہو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن سے زیادہ کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہو۔

کون جانتا ہے؟اسی میدان میں کسی کی تقدیر بدل رہی ہو۔کسی کا برسوں پرانا گناہ معاف ہو رہا ہو۔کسی کی ٹوٹی ہوئی دعا قبول ہو رہی ہو۔کسی کے لیے جنت کا فیصلہ لکھا جا رہا ہو۔

اور شاید کوئی ایسا بھی ہو جو پوری زندگی دنیا کے پیچھے بھاگتا رہا مگر آج پہلی بار اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے رب سے عہدو پیمان میں سچا ہو گیا۔

پھر سورج آہستہ آہستہ مغرب کی طرف جھکنے لگتا ہے۔عرفات کی فضا بدل جاتی ہے۔ایسا لگتا ہے جیسے ہر دل اپنے رب سے کہہ رہا ہو۔اے اللہ! ابھی کچھ وقت اور......ابھی تو میں نے دل کی ساری باتیں بھی نہیں کہیں۔مگر سورج غروب ہو جاتا ہے۔قافلے آہستہ آہستہ عرفات سے روانہ ہونے لگتے ہیں۔کوئی مڑ کر آخری بار اس میدان کو دیکھتا ہے،کوئی خاموشی سے آنسو پونچھ لیتا ہے۔

پھر سورج غروب ہوتا ہے۔قافلے مزدلفہ کی طرف چل پڑتے ہیں۔کھلا آسمان......خاموش رات......زمین ہی بستر ہے......آج لاکھوں حاجی کھلے آسمان کے نیچے زمین پر لیٹے ہوئے ہیں......نہ نرم بستر نہ ائیر کنڈیشن کمرے نہ دنیا کی آسائشیں......صرف ایک چادر......ایک کھلا آسمان......اور دل میں اللہ کی محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر......یقین مانیں! یہ رات آپ کی زندگی کی سب سے حسین اور خوبصورت رات ہونے والی ہے۔

کچھ دیر میٹھی نیند کا سونا اور پھر بوقت تہجد بیدار ہو کر رب سے مناجات کرنا......اس کا لطف وہی جان سکتا ہے جو اس رات وہاں ٹھہرا ہو۔

اگر آپ ابھی تک عرفات نہیں پہنچ سکے...... اگر آپ کو مزدلفہ کی یہ رات ابھی نصیب نہیں ہوئی......

تو آج اپنے کمرے کے کسی کونے میں، دو رکعت نماز کے بعد ہاتھ اٹھائیے!!

اپنے رب سے کہیے: اے اللہ! مجھے بھی اپنے گھر کا مہمان بنالے۔ مجھے بھی عرفات کے میدان میں کھڑا ہونے کی سعادت عطا فرما۔ مجھے بھی مزدلفہ کی حسین اور خوبصورت رات نصیب فرما۔

کون جانتا ہے!! آپ کا یہ کہنا آپ کی عظیم سعادت کا دروازہ کھول دے۔ آج بھی بہت سے لوگ حج کی خواہش اپنے دل میں لیے بیٹھے ہیں۔ کسی کو مالی دشواری نے روک رکھا ہے، کوئی صحت کے مسائل کی وجہ سے انتظار میں ہے، اور کوئی صرف اس لیے محروم ہے کہ اس نے ابھی تک اپنے رب سے مانگا ہی نہیں۔ یاد رکھیے! جو رب اپنے بندوں کو اپنے گھر بلاتا ہے، وہ راستے بھی خود آسان فرماتا ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک حج نہیں کیا تو آج ہی دل سے دعا کیجیے۔ لبیک کہیے صرف زبان سے نہیں، دل سے بھی کہیے۔ شاید آپ کے نام کی پکار بھی اس سال بیت اللہ کی طرف روانہ ہونے والے قافلوں میں شامل ہونے والی ہو۔

حکومت کی طرف سے حج 2027 کے داخلوں کے لیے ابتدائی اعلان ہوگیا ہے۔ جلد از جلد اپنے ناموں کا اندراج کریں۔ اللہ تعالیٰ راستے آسان فرمادیں گے۔ ان شاء اللہ

## آپ بھی لکھیں!!

دین اسلام کی اشاعت و ترویج میں جس طرح منبر و محراب کا کردار بنیادی حیثیت رکھتا ہے، اسی طرح قلم بھی دعوت، اصلاح اور فکری رہنمائی کا ایک نہایت موثر ذریعہ ہے۔ "مدینہ مدینہ" ایک پندرہ روزہ دینی مجلہ ہے، جس کا مقصد قرآن و سنت کی تعلیمات، سیرتِ طیبہ، اسلامی فکر، دعوت و اصلاح اور امت کے علمی و فکری مسائل کو مستند، متوازن اور موثر انداز میں قارئین تک پہنچانا ہے۔ اس سفر میں ہم اہلِ قلم کو اپنا رفیق بننے کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس دین اسلام کے کسی پہلو پر علمی، تحقیقی، اصلاحی یا دعوتی انداز میں لکھنے کی صلاحیت ہے، اگر آپ کے قلم میں خیر کی دعوت، فکر کی گہرائی اور امت کی رہنمائی کا جذبہ موجود ہے، تو "مدینہ مدینہ" آپ کے لیے ایک بہترین علمی و دعوتی پلیٹ فارم ہے۔ "مدینہ مدینہ" آپ جیسے سنجیدہ، مخلص اور باصلاحیت اہلِ قلم کا خیر مقدم کرتا ہے۔ آپ کی معیاری تحریریں ہمارے لیے باعثِ مسرت اور قارئین کے لیے باعثِ نفع ہوں گی۔

آیئے! مدینہ مدینہ کے اس مبارک سفر میں اپنا حصہ شامل کیجیے۔

تحریریں بھیجنے کیلئے واٹس اپ نمبر: **0341-1642454**

# دین نصیحت

مولانا محمد نعمان خلیل

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیحت اور خیر خواہی نصیب فرمائیں۔

امت مسلمہ نے اپنے اسلاف کی جن اہم صفات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے نکالا ہے، جس کی وجہ سے وہ انتہائی تنزلی اور شکستگی کا شکار ہوئی، ان میں ایک اہم ترین وصف خیر خواہی ہے۔ دین اسلام کی تمام تعلیمات کے بنیادی مقصد کو اگر صرف ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو وہ النصیحۃ یعنی خیر خواہی ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدین النصحیة (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۵)

دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے۔

علمائے عظام اور محدثین کرام نے اس روایت کو جوامع الکلم میں شمار کیا ہے۔ جوامع الکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ معجزاتی فرمودات کہلاتے ہیں، جو الفاظ میں انتہائی قلیل لیکن اپنے اندر پوشیدہ معانی کے اعتبار سے دریا بکوزہ ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ پورے کلامِ عرب میں ایسا مفرد کلمہ جو اپنے معنی میں اس قدر جامع ہو، اس کلمہ النصیحۃ کے علاوہ موجود ہی نہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کلامِ عرب میں دنیا وآخرت کی تمام خیروں کا جامع ترین کلمہ صرف یہی ہے۔ امام نووی (۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مدارِ اسلام ہے، یعنی پورے کے پورے دین کا مدار صرف اس ایک حدیث پر ہے۔

## خیر خواہی پر بیعت:

خیر خواہی اس قدر عظیم عمل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمل پر باقاعدہ بیعت لیتے تھے، یوسفی صفات کے حامل اور یوسفی جمال وکمال کے مظہر حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،

وَالنُّصحِ لِكُلِّ مُسلِمٍ. (صحيح البخاري، رقم الحديث: ٥٧.)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

صحیح بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعتِ اسلام کے وقت ان کے سامنے یہ شرط رکھی تھی کہ ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہ رہو گے۔ (صحيح البخاري، رقم الحديث: ٢٧١٤)

یوسف ہذہ الامہ حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے زندگی بھر ہر معاملہ میں اس مبارک بیعت کی لاج رکھی، ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بھیجا، وہ مالک سے تین سو درہم پر فروخت کرنے پر اصرار کرنے لگا، جبکہ اس کی حقیقی قیمت اس سے زیادہ تھی، جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے وہ گھوڑا لایا گیا تو آپ اس کی قیمت بڑھاتے بڑھاتے آٹھ سو درہم تک لے گئے اور خریدنے کے بعد اپنے غلام سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس پر ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کے معاملہ پر بیعت کی ہوئی ہے۔ (المعجم الكبير، ٢:٣٣٤)

یہ خیر خواہی انسان کو بہت عظیم اور بابرکت بنادیتی ہے، اس کی بدولت انسان بڑے بڑے کام سر انجام دے دیتا ہے، دیکھیں! بت شکن حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سب سے آخر میں اسلام لانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے، عہدِ رسالت کے صرف چند ماہ ہی آپ کو نصیب ہو پائے، لیکن اہل یمن کا سب سے بڑا بت خانہ جسے الکعبۃ الیمانیہ کہا جاتا تھا، اسے منہدم کرنے کے لیے آپ کا انتخاب ہوا، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو گھڑ سواروں کے ساتھ یمن گئے اور اس کعبہ یمانیہ کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۳۵۶) یہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی کا اظہار تھا۔

اگر زندگی کے ہر موڑ پر خیر خواہی کی مجسم شکل دیکھنی ہو اور راہنمائی پانی ہو تو حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مبارک زندگی کو بغور پڑھنا چاہیے۔

## خیر خواہی کے پانچ حق دار:

خیر خواہی کے پانچ حق دار ہیں، صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ خیر خواہی کن کے لیے اور کن کے ساتھ کی جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۵)

یعنی (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ (۲) کتاب اللہ کے ساتھ (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (۴) ائمہ مسلمین کے ساتھ (۵) عام مسلمانوں کے ساتھ۔

یہ پانچ چیزیں ہیں، جن کے لیے ہر کامل مؤمن کو حکم ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہانہ معاملہ کرے، اب سوال یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کا کیا مطلب ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ، کتاب اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہ کب کہلائیں گے؟ اس روایت کی سب سے جامع تشریح شیخ الاسلام علامہ نووی (۶۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں فرمائی ہے، آئیں! آج کی اس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے جامع حدیث مبارک کی تشریح، وقت کے شیخ الاسلام اور عظیم محدث وفقیہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے وقیع کلام سے پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کو تمام صفاتِ کمال اور صفاتِ جلال کے ساتھ متصف اور ہر قسم کے عیب، نقص اور کمزوری سے پاک ماننا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اس کی صفات میں الحاد (یعنی تحریف، انکار یا باطل تاویل) سے بچنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا، نافرمانی سے بچنا، اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے دشمنی رکھنا، اس کی اطاعت کرنے والوں سے محبت اور دوستی اور اس کی نافرمانی کرنے والوں سے بغض اور مخالفت رکھنا، اس کا انکار کرنے والوں کے خلاف جہاد وقتال کرنا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، تمام کاموں میں اخلاص ملحوظ رکھنا اور ان تمام صفات کی طرف لوگوں کو دعوت دینا۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت میں اللہ کے ساتھ خیر خواہی کی نسبت کا مطلب یہ ہے کہ اس کا فائدہ خود بندے ہی کی طرف لوٹتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ خیر خواہی کرنے والوں کی خیر خواہی سے بالکل بے نیاز ہے۔

۲۔ کتاب اللہ کے ساتھ خیر خواہی:

کتاب اللہ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی نازل کردہ کتاب ہے، مخلوق کے کسی کلام کی اس سے کوئی مشابہت نہیں، اور تمام مخلوقات میں کوئی بھی اس جیسا کلام پیش کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ پھر قرآنِ مجید کی عظمت وحرمت کو دل سے تسلیم کرنا،

اس کی تلاوت اس کے حق کے مطابق کرنا، تلاوت کے وقت خشوع وخضوع اختیار کرنا، اس کے حروف کو درست طریقے سے ادا کرنا، تحریف کرنے والوں کی باطل تاویلات اور اعتراض کرنے والوں کے شبہات سے قرآن کا دفاع کرنا، اس میں بیان کی گئی ہر بات کی تصدیق کرنا (اس میں بیان شدہ وعدوں پر یقین رکھنا)، اس کے احکامات کی پابندی کرنا، اس کے علوم ومعارف اور اس میں بیان کردہ مثالوں کو سمجھنے کی کوشش کرنا، اس کی نصیحتوں سے عبرت حاصل کرنا، اس کے عجائب وحقائق میں غور وفکر کرنا، اس کی محکم آیات پر عمل کرنا، اور متشابہ آیات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔ اسی طرح اس کے عام اور خاص احکام، ناسخ اور منسوخ آیات کا علم حاصل کرنا، قرآنی علوم کو لوگوں میں پھیلانا اور لوگوں کو قرآن کریم کی طرف دعوت دینا وغیرہ۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ لے کر تشریف لائے ہیں اس سب پر ایمان رکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منع کی ہوئی چیزوں سے اجتناب کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین اور سنت کی مدد ونصرت کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے والوں سے محبت اور دوستی رکھنا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کی عظمت کو دل سے تسلیم کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا احترام وادب ملحوظ رکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے اور سنت کو زندہ رکھنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو عام کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت لوگوں تک پہنچانا، اس پر لگائے جانے والے الزامات اور شبہات کا ازالہ کرنا، شرعی علوم عام کرنا، ان کے معانی ومطالب میں گہری سمجھ حاصل کرنا، لوگوں کو ان کی طرف دعوت دینا، ان کے سیکھنے اور سکھانے میں نرمی، حکمت اور حسنِ اخلاق اختیار کرنا، ان علوم سے وابستہ اہلِ علم کا ان کی اس نسبت کی وجہ سے احترام کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق اپنانا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا اور ان لوگوں سے بچنا، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں بدعت ایجاد کی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے کسی پر طعن وتشنیع کی اور اسی نوعیت کی دیگر تمام صورتیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی میں شامل ہیں۔

۴۔ ائمہ مسلمین کے ساتھ خیر خواہی:

ائمہ مسلمین (یعنی خلفائے اسلام، حکام و ذمہ داران) کے ساتھ خیر خواہی سے مراد یہ ہے کہ حق کے

کاموں میں ان کی مدد کرنا،حق بات میں ان کی اطاعت کرنا،انہیں حق کا حکم دیتے رہنا،نرمی اور حسنِ اسلوب کے ساتھ انہیں نصیحت کرتے رہنا،مسلمانوں کے جن حقوق سے وہ غافل ہوں یا جو ان تک نہ پہنچے ہوں،ان سے انہیں آگاہ کرنا،ان کے خلاف خروج (بغاوت) نہ کرنا،اور لوگوں کے دلوں کو ان کی جائز اطاعت پر آمادہ اور متحد رکھنا۔امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ان کے ساتھ خیر خواہی میں یہ بھی شامل ہے کہ ان کے پیچھے نماز ادا کرنا،ان کے ساتھ جہاد کرنا،زکوٰۃ اور صدقات ان کے حوالے کرنا،اگر ان سے ظلم یا بد سلوکی ظاہر ہو تب بھی ان کے خلاف تلوار اٹھا کر بغاوت نہ کرنا،انہیں جھوٹی تعریفوں سے دھوکے میں نہ رکھنا،بلکہ ان کے لیے اصلاح اور ہدایت کی دعاء کرتے رہنا۔

یہ تمام باتیں اس بنیاد پر ہیں کہ یہاں ائمہ مسلمین سے مراد خلفائے اسلام اور وہ تمام حکام و ذمہ داران ہوں، جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی نگرانی کرتے ہیں۔یہی مشہور قول ہے۔اسی طرح اس حدیث میں ائمہ سے مراد علمائے دین بھی ہو سکتے ہیں۔اس صورت میں ان کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی روایت کردہ احادیث کو قبول کرنا،شرعی احکام میں ان کی راہنمائی سے فائدہ اٹھانا اور ان کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا۔

۵۔عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی:

عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی دینی اور دنیاوی بھلائی کے کاموں میں ان کی راہنمائی کرنا،ان سے تکلیف اور نقصان کو دور کرنا،انہیں دین کا علم سکھانا،قول و عمل کے ذریعے ان کی مدد کرنا،ان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرنا،ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کرنا،انہیں نرمی اور اخلاص کے ساتھ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا،ان پر شفقت کرنا،بڑوں کا احترام کرنا،چھوٹوں پر رحم کرنا،مناسب مواقع پر انہیں عمدہ نصیحت کرنا،ان کے ساتھ دھوکا اور خیانت نہ کرنا،ان سے حسد نہ کرنا،(ان کی غیبت نہ کرنا) ان کے لیے وہی خیر پسند کرنا جو اپنے لیے پسند ہو،اور جو چیز اپنے لیے ناپسند ہو،وہ ان کے لیے بھی ناپسند کرنا،ان کے مال،عزت اور آبرو کا دفاع کرنا۔نیز انہیں خیر خواہی کی ان تمام صفات کو اختیار کرنے کی ترغیب دیتے رہنا اور ان کے دلوں میں عبادات اور اطاعتِ الٰہی کا شوق پیدا کرنا وغیرہ۔(شرح صحیح مسلم للامام النووي)

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو خیر خواہی کی صفت نصیب فرمائیں اور ہم سب کو ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کی توفیق عطاء فرمائیں۔

نجومِ ہدایت

مولانا زبیر طیب

1

مددگارِ رسول، یارِ غار و مزار، امام الصحابہ

# ثانی اثنین
# حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## نام کنیت اور لقب

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب ہے۔ مرہ بن کعب تک آپ کے سلسلہ نسب میں کل چھ واسطے ہیں۔ مرہ بن کعب پر جا کر آپ کا سلسلہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے جا ملتا ہے۔ آپ ابو قحافہ کے گھر میں عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد ۵۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبصورت چہرے والے اور کشادہ پیشانی کے حامل تھے۔ آپ وہ واحد صحابی ہیں مہاجرین میں سے جن کے والدین نے اسلام قبول کیا اور جن کی چار نسلوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہی نہیں کی، بلکہ سبھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

آپ کی کنیت ابو بکر ہے۔ (المعجم الکبیر) آپ کے دو لقب مشہور ہیں: عتیق اور صدیق

عتیق پہلا لقب ہے، اسلام میں سب سے پہلے آپ کو اسی لقب سے ہی ملقب کیا گیا۔ حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''عبداللہ'' تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اَنْتَ عَتِیْقٌ مِنَ النَّار ''تم جہنم سے آزاد ہو''۔ تب سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔ (صحیح ابن حبان) آپ کے لقب ''صدیق'' کے حوالے سے حضرت سیدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اے ابو بکر! بے شک اللہ رب العزت نے تمہارا نام ''صدیق'' رکھا'' (الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعہ کو بیان فرمایا، مشرکین دوڑتے ہوئے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: ''کیا آپ اس بات کی

تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟‘‘ آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ’’اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں‘‘۔ (المستدرک علی الصحیحین) پس اس واقعہ کے بعد آپ صدیق مشہور ہو گئے۔

## قبول اسلام

آپ مردوں میں اوّلین اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے کہ جب اسلام کی صدائے حق کو قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینا اپنے آپ کو مشکلات میں ڈالنے کے مترادف تھا، کیونکہ اعلانِ نبوت کے بعد مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھرپور مخالف ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدائے حق وصداقت اس حد تک ناقابل برداشت ہو چکی تھی کہ مشرکین مکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد تجارتی سفر سے واپسی پر جونہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی کہ آپ کے قریبی دوست محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اعلانِ نبوت کیا ہے تو آپ فوراً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ کیا آپ نے اعلانِ نبوت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اثبات میں جواب ملتے ہی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے لگا لیا اور پیشانی چومتے ہوئے کہا: ’’میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں‘‘

## والدین کریمین

آپ کے والد محترم کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر قرشی تیمی ہے۔ کنیت ابوقحافہ ہے۔ آپ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور ان کے وارث ہوئے۔ آپ نے خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء واللغات للنووی)

آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ کنیت ’’ام الخیر‘‘ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔ ابتدائے اسلام میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئی تھیں۔ مدینہ منورہ میں جمادی الثانی 13 ہجری میں

وفات پائی۔(الاصابہ فی تمییز الصحابہ)

## ازواج اور اولاد

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ازواج (بیویوں) کی تعداد چار ہے۔آپ نے دو نکاح مکہ مکرمہ میں کئے اور دو مدینہ منورہ میں۔ان ازواج سے آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا پہلا نکاح قریش کے مشہور شخص عبد العزی کی بیٹی ام قتیلہ سے ہوا۔اس سے آپ کے ایک بڑے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ایک بیٹی حضرت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔آپ کا دوسرا نکاح ام رومان (زینب) بنت عامر بن عویمر سے ہوا۔ان سے ایک بیٹے حضرت سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ایک بیٹی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تیسرا نکاح حبیبہ بنت خارجہ بن زید سے کیا۔ان سے آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔آپ نے چوتھا نکاح سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیا۔یہ حضرت سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زوجہ تھیں، جنگ موتہ کے دوران شام میں حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے نکاح کرلیا۔حجۃ الوداع کے موقع پر ان سے آپ کے بیٹے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ سے نکاح کرلیا۔اس طرح آپ کے بیٹے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پرورش حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمائی۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھرانے کو ایک ایسا شرف حاصل ہے جو اس گھرانے کے علاوہ کسی اور مسلمان گھرانے کو حاصل نہیں ہوا۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خود بھی صحابی، ان کے والد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی صحابی، آپ کے تینوں بیٹے (حضرت عبد اللہ، حضرت عبد الرحمن اور حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم) بھی صحابی، آپ کے پوتے بھی صحابی، آپ کی بیٹیاں (حضرت سیدہ عائشہ، حضرت سیدہ اسماء اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن) بھی صحابیات اور آپ کے نواسے بھی صحابی ہوئے۔(المعجم الکبیر)

جاری ہے

مولانا عبد الحفیظ امیر پوری

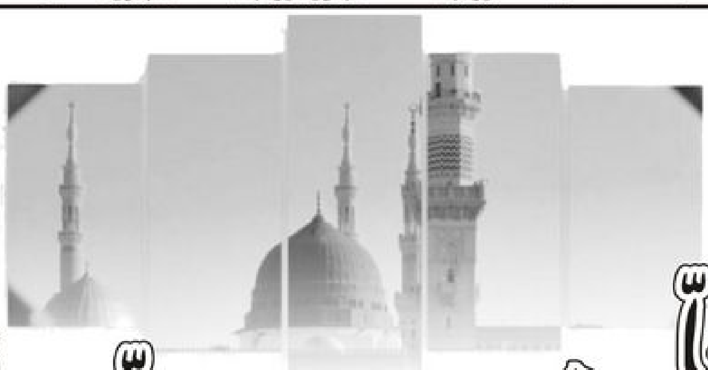

# معلم انسانیت، مربی خلائق ﷺ

تعلیم کے معنی ہیں اپنی معلومات دوسروں تک پہنچانا، اور تربیت کا مطلب ہے کہ کسی کی درست رہنمائی اور نگرانی کے ذریعے بتدریج ان مقاصد کے لیے تیار کرنا جو اس کی تخلیق سے وابستہ ہیں۔

دنیا کو انسانوں سے آباد کرنے والے مالک نے جہاں اس دنیا میں انسان کے گزر بسر کے وسائل فراہم کیے، وہیں اس کی زندگی کو بامقصد بنانے کے لیے روزِ اول سے تعلیم و تربیت کا بھی انتظام فرمایا۔ چنانچہ پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام کی شکل میں جب اس دنیا میں آیا تو اس کا سب سے اہم امتیاز یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے براہِ راست اپنی تعلیم کے ذریعے اپنے دین کا بھی علم عطا فرمایا اور دنیا میں انسان کی بود و باش کے لیے تمام ضروری چیزوں کا بھی علم دیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کے نتیجے میں حضرت آدم علیہ السلام صفتِ علم میں فرشتوں سے بھی فائق اور ممتاز ہو گئے۔ قرآنِ کریم نے فرشتوں کے مقابلے میں حضرت آدم علیہ السلام کے اس امتیاز کو نہایت دل چسپ انداز میں بیان کیا ہے۔ (البقرۃ: ٣١-٣٧)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ بھی علم عطا فرمایا کہ دنیا کی چیزوں کی خاصیتیں کیا کیا ہیں، کون سی چیز مفید ہے اور کون سی مضر، اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ان کو کس طرح استعمال کیا جائے گا۔ نیز ان چیزوں کے استعمال کے شرعی آداب و احکام بھی بتائے کہ کس چیز کا استعمال حلال اور اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور کس چیز کا استعمال حرام اور اللہ کے غضب کا سبب ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی امت کو، جو اس وقت ان کی اولاد اور پوتے پوتیوں پر مشتمل تھی، دونوں طرح کے علوم سکھائے اور ان کے مطابق تربیت دی۔

رفتہ رفتہ انسان کی عقل نے ترقی کی، اس کا تجربہ بڑھا، اور انسان کی دنیاوی ضرورتوں؛ مثلاً کھانا، کپڑا، دوا اور علاج وغیرہ میں عقل و تجربہ کی رہنمائی کافی ہوگئی۔ البتہ انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اور کس طرح

کے عقائد، نظریات اور آداب و احکام کی پیروی سے وہ مقصد حاصل ہوگا؟ اس بارے میں تنہا انسانی عقل اور اس کے تجربات رہنمائی کے لیے ناکافی تھے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اس اہم ترین باب میں انسان کی رہنمائی کا کام انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے لیا۔ ان پر وحی نازل فرمائی، کتاب و شریعت عطا کی، اور انہیں بھولے بھٹکے انسانوں کی تعلیم و تربیت پر مامور فرمایا۔

تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور کے عظیم ترین معلم اور مربی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے عمدہ اور صحیح علوم سے نوازا تھا جن میں غلطی کا کوئی امکان نہیں تھا، اور قوموں کی تعلیم و تربیت کے لیے اپنی خاص نگرانی اور سرپرستی میں انہیں تیار فرمایا تھا۔ اسی لیے تعلیم و تربیت کے باب میں ان کا ہر پہلو منفرد اور بے مثال تھا۔

اور جب دنیا طفولیت و شباب کے مراحل طے کر کے اپنی کہولت کے مرحلے میں داخل ہوئی، جو کسی بھی چیز کے استحکام، اعتدال اور ٹھہراؤ کا مرحلہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے صفِ انبیاء کے قافلہ سالار، معلمِ اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہتی دنیا تک تمام قوموں اور تمام خطوں کی تعلیم و تربیت کے لیے مبعوث فرمایا۔

معلم و مربی کے لیے ضروری ہے کہ اس کی شخصیت زیرِ تعلیم و تربیت لوگوں کے لیے باعثِ کشش ہو، اور اصل کشش تو معلم کے باطنی کمالات کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن اگر اس کے ساتھ ظاہری محاسن بھی جمع ہو جائیں تو یہ کشش دوبالا ہو جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ معلمِ انسانیت تھے، تمام انسانوں کی تربیت کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ چھوٹے بڑے، امیر و غریب، حاکم و محکوم، گمنام و بے حیثیت اور معروف و باوجاہت، ہر ایک کی تعلیم و تربیت آپ کے سپرد تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت کو ایسا جامع کمالات بنایا جو ہر شخص کے لیے باعثِ کشش ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطنی کمالات میں بھی یکتا تھے اور ظاہری محاسن میں بھی منفرد تھے، بلکہ ایسے منفرد کہ انسانیت کے سب سے عظیم معلمین، یعنی انبیائے کرام علیہم السلام، جو براہِ راست اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ تھے، ان سب کا بھی آپ کو سردار قرار دیا گیا۔

معلم کا سب سے بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ علم میں کامل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال یہ تھا کہ ناخواندہ اور اُمّی ہونے کے باوجود علم کے بحرِ بےکراں تھے۔ انسانوں میں ایسا کوئی نہیں ہوا جسے علم میں آپ جیسا کمال

حاصل ہو۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿وَأَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾ (النساء:113)

''اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی، اور آپ کو وہ باتیں سکھائیں جو آپ نہیں جانتے تھے، اور آپ پر اللہ کا فضل بہت عظیم ہے۔''

متعدد علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کو اگلوں اور پچھلوں کا علم عطا کیا گیا، اور آپ علم و حکمت میں تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فائق تھے، بلکہ آپ کا علم تمام مخلوقات کے علم سے بڑھ کر تھا۔

کمالِ علم کے ساتھ آپ میں اعلیٰ نسبی شرافت بھی تھی۔ کسی بڑے سے بڑے آدمی کو آپ سے سیکھنے میں عار محسوس نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ کی شخصیت میں وجاہت، وقار اور رعب تھا۔ سامنے والا آپ کی عظمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ حسنِ اخلاق اور نرم مزاجی جیسی پاکیزہ خوبیوں سے آراستہ تھے۔ لوگ بہت جلد آپ سے مانوس ہو جاتے تھے۔ آپ خوش بیان اور فصیح اللسان ایسے تھے کہ مخاطب گرویدہ ہو جاتا تھا۔ تفہیم پر آپ کو غیر معمولی قدرت حاصل تھی۔ دقیق اور گہرے مضامین کو تشبیہ و تمثیل کے ذریعے اس طرح ذہن نشین فرما دیتے کہ سننے والا آسانی سے سمجھ لیتا۔

آپ کی گفتگو معتدل، حشو و زائد سے پاک اور مقصدیت سے بھرپور ہوتی تھی۔ مخاطب کو نہ عدمِ تشفی کا شکوہ ہوتا اور نہ اکتاہٹ محسوس ہوتی۔ آپ اعلیٰ درجے کے ذہین، معاملہ فہم، روشن دماغ، روشن ضمیر، کشادہ دل، پاک باطن، علم و عمل کے جامع، حسین و جمیل، دل آویز سراپا اور باکمال شخصیت کے مالک تھے۔ ادب، سلیقہ مندی اور اعلیٰ اخلاق میں آپ یکتا تھے۔ لوگوں کی ہمدردی اور خیر خواہی، مخاطب کے مقام و مرتبے، اس کی عقل، سمجھ اور عمر کی رعایت میں بھی آپ بے مثال تھے۔

آپ کو ہر وقت یہی دھن لگی رہتی تھی کہ کس طرح انسانوں کو زیادہ سے زیادہ خیر کی تعلیم دی جائے اور اللہ کے دین کے مطابق ان کی تربیت کی جائے۔ یہ اور اس جیسے نہ جانے کتنے محاسن تھے جن کی وجہ سے آپ نہ صرف ایک مثالی معلم تھے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام معلمین کے لیے اسوہ اور آئیڈیل بن گئے۔

آپ ﷺ اللہ رب العزت کی طرف سے معلم و مربی کے منصبِ جلیل پر فائز کیے گئے تھے۔ قرآنِ کریم میں چار مقامات پر اللہ رب العزت نے الفاظ کی معمولی تقدیم و تاخیر کے ساتھ آپ ﷺ کی بعثت کے

مقاصد اور فرائضِ منصبی کی وضاحت فرمائی ہے۔قرآن کے بیان کے مطابق یہ مقاصد اور فرائض چار ہیں، لیکن اگر انہیں مزید اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے تو ان کا خلاصہ ''تعلیم و تربیت'' کے عنوان میں سمٹ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے، انہیں پاک وصاف بناتا ہے، انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، حالاں کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔'' (آل عمران: 164)

یہی مضمون اس آیتِ کریمہ کے علاوہ سورۂ بقرہ کی آیات 129 اور 151 میں بھی دو مرتبہ، اور سورۂ جمعہ کی آیت 2 میں ایک مرتبہ بیان ہوا ہے۔

متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے معلم ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔صحیح مسلم میں حضور ﷺ کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے، جس میں آپ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے نہ لوگوں کو مشقت میں ڈالنے والا بنا کر بھیجا ہے اور نہ دوسروں کی لغزشیں تلاش کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔'' (صحیح مسلم: 1478)

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے کسی حجرۂ مبارک سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے۔وہاں آپ نے دو حلقے دیکھے۔ایک حلقے میں لوگ قرآنِ کریم کی تلاوت کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے، جبکہ دوسرے حلقے میں لوگ علم سیکھ رہے تھے اور سکھا رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں خیر پر ہیں۔یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں، اگر اللہ چاہے تو انہیں عطا فرمائے اور اگر چاہے تو نہ عطا فرمائے۔اور یہ لوگ علم سیکھ رہے ہیں اور سکھا رہے ہیں، اور مجھے تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ اسی علم والے حلقے میں جا کر بیٹھ گئے۔(سنن ابن ماجہ: 229)

آپ ﷺ تربیتِ ربانی کا ایک مظہرِ اتم تھے۔کسی انسان کے بجائے آپ کی تعلیم و تربیت خود اللہ رب

العزت نے فرمائی تھی۔اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ کی نشت و برخاست، رفتار وگفتار، بود و باش، سلوک و برتاؤ، سونا جاگنا، خوشی وغمی، رضا وغضب، لین دین اور ملنا جلنا، سب کچھ رضائے الٰہی کے سانچے میں پوری طرح ڈھلا ہوا تھا، اور اس طرح ڈھلا ہوا تھا کہ رہتی دنیا تک وہی انسانیت کے لیے اسوہ اور قابل تقلید نمونہ قرار پایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس میں بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت سے امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔" (الأحزاب: 21)

قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہوئی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہی ذاتِ اقدس سب سے عظیم معلم تھی۔لوگ آپ کو دیکھ کر اپنی نمازیں سیکھتے، عبادات کے طور طریقے معلوم کرتے، آپ کے اخلاق کو دیکھ کر اپنے اخلاق واطوار درست کرتے، آپ کی پسند و ناپسند کو کسی چیز کے اچھے اور برے ہونے کی کسوٹی سمجھتے، آپ کی نشست و برخاست، میل جول، مہمانوں کی ضیافت، دوستوں کی دل داری، چھوٹوں پر شفقت، سونے جاگنے کے معمولات اور بیوی بچوں کے ساتھ آپ کے حسنِ معاشرت سے زندگی کے اصول و آداب اخذ کرتے تھے۔

آپ کی صحبتِ کیمیا اثر میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان، توکل، حلم وصبر، عفوو درگزر، خوف وخشیت، انابت و توبہ، تسلیم و رضا، قناعت و استغنا، سخاوت و تواضع جیسی عظیم صفات اور روحانی کیفیات حاصل ہوتیں، جو درحقیقت کمالِ بشری کی انتہا اور انسانی سعادت کی معراج ہیں۔

آپ کے دل کش اور مؤثر تربیتی طریقوں کو کوئی کہاں تک شمار کرے؟ حقیقت یہ ہے کہ:

دامانِ نگہ تنگ، گل حسنِ تو بسیار
گل چیں بہارِ تو ز دامانِ گلہ دارد

یہ وہ معلم ہے جس کا بتایا ہوا طریقہ خالق کائنات کا منتخب کردہ طریقہ ہے، اور جس کی لائی ہوئی شریعت حق وصداقت کا ابدی معیار ہے۔اس کے علاوہ ہر طریقہ مردود، ہر راہ باطل اور ہر رہبری ضلالت وگمراہی ہے۔اسی کی پاکیزہ سیرت ہر معلم و مربی کے لیے سرمۂ بصیرت ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے روشنی حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

ورثۃ الأنبیاء

أئمة العلم

قسط 1

# جلیل القدر تابعی حضرت امام مدینہ سعید بن المسیبؒ

مولانا عبدالستار معاویہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ”مدینہ مدینہ“ میں ایک نئے سلسلے کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے کا نام ہے ”ائمۃ العلم“۔ اس سلسلے کے تحت اُمت کے بڑے بڑے علماء اور ائمہ کا مختصر تعارف اور احوال زندگی قارئین کی نظر کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت نصیب فرمائیں اور اسے ہم سب کے لیے اور پوری امت کے لیے نافع بنائیں۔ آج اس سلسلے کا پہلا مضمون ہے۔ جس میں ہم حضرات ”فقہاء سبعہ“ کے سرخیل، سید التابعین حضرت سیدنا سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف پڑھیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ

## نام ونسب

آپ کا پورا نام ”سعید بن مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو“ ہے، اور آپ کی کنیت ابومحمد ہے۔ قریش کے قبیلہ مخزوم سے آپ کا تعلق تھا۔ آپ مدینہ منورہ کے جلیل القدر عالم، عظیم امام اور اپنے زمانے میں تابعین کے سردار تھے۔ آپ کے والد سیدنا مسیب اور دادا سیدنا حزن رضی اللہ عنہما دونوں صحابی تھے، یہ دونوں حضرات فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔

## ولادت

آپ کی پیدائش حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال میں ہوئی۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے چار سال گزرنے کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ یوں آپ کی ولادت کا سن ۱۵ ہجری یا ۱۷ ہجری بنتا ہے۔

## تعلیم وتربیت

حضرت سیدنا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ ایسے دور میں پیدا ہوئے کہ ابھی عہد رسالت کی بہار کو گزرے ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ مدینۃ الرسول کے گلی کوچے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحبت یافتگان اور

جانثاروں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ اکثر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علوم نبوی کی تشہیر و تبلیغ کی مسند پر جلوہ افروز تھے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فطرت میں حصول علم کا ذوق ودیعت رکھ دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ان اکابرین سے بھرپور استفادہ کیا۔ آپ کے ذوق و جستجو نے آپ کو اکابرین کے علم و عمل کا بحر بیکراں بنا دیا۔ آپ اپنے زمانے کے علمی و اخلاقی فضائل و کمالات کے جامع اور گوہر نایاب تھے۔ اس بات کا اقرار آپ کے ہمعصر اہل علم نے بھی کیا۔

## آپ کے اساتذہ

آپ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حضرت سیدنا علی، حضرت سیدنا عثمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابوہریرہ، حضرت سعد، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت اُمِ سلمہ، حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسب فیض فرمایا۔ آپ عظیم صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد اور اہل مدینہ میں حدیث شریف کے سب سے بڑے عالم تھے۔

## آپ کے تلامذہ

آپ سے بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا، جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

اسامہ بن زید بن زید لیثی، اسماعیل بن امیہ، عبدالرحمٰن بن حرملہ، عبدالرحمٰن بن حمید، عطاء خراسانی، عمرو بن دینار، ابن المنکدر، زہری، میمون بن مہران، عبدالکریم الجزری وغیرھم رحمۃ اللہ علیہم

## ذوق حدیث

آپ کو حدیث شریف سے خصوصی شغف تھا۔ آپ نے علم حدیث کے حصول میں بہت مشقتیں اور محنتیں اٹھائیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بسا اوقات میں ایک حدیث کے حصول کے لیے کئی کئی دن اور راتوں کا سفر کیا کرتا تھا۔''

## ذوق عبادت

اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ ساتھ آپ کو ذوق عبادت بھی نصیب فرمایا تھا۔ چنانچہ جہاں آپ کا شمار اونچے درجے کے اہل علم میں ہوتا ہے وہیں آپ کبار عابدین میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

ابوحرملہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''چالیس سال تک میری کبھی جماعت کے ساتھ نماز فوت نہیں ہوئی۔''

عثمان بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

”تیس سال سے ایسا نہیں ہوا کہ مؤذن نے اذان دی ہو اور میں مسجد میں موجود نہ ہوں۔“

حضرت یزید بن حازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بہت کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔“

حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

”میں نے چالیس حج کیے۔“

## حق گوئی، بے باکی اور خودداری

آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق گوئی، بے باکی، خودداری اور بہادری جیسی اعلیٰ صفات سے نوازا تھا۔ اس بارے میں چند اقوال و واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمران بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بیت المال سے تیس ہزار سے کچھ اوپر وظیفہ مقرر تھا۔ انہیں بار بار بلایا جاتا کہ آ کر وظیفہ وصول کر لیں مگر آپ انکار کر دیتے اور فرماتے:

”مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں۔“

حضرت علی بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ حجاج آپ کو بلاتا ہے مگر نہ آپ اس کے پاس جاتے ہیں اور نہ ہی اس کی پروا کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:

”اللہ کی قسم! مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ ایک دن میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ ایسی نماز پڑھ رہا تھا جس میں نہ رکوع درست تھا اور نہ سجدہ۔ میں نے کنکریاں اُٹھا کر اس کی طرف پھینکیں (تاکہ اسے متنبہ کروں)“

راوی کہتے ہیں کہ حجاج کہا کرتا تھا:

”اس واقعے کے بعد میں نے اپنی نماز درست کر لی۔“

اللہ تعالیٰ جماعت المؤمنات کو اپنے عظیم مقصد میں کامیابی، ترقی اور عروج نصیب فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے مؤمنات کو مؤمنین کا قوتِ بازو، دینی کاموں میں معاون اور کونی امور میں دستِ راست بنایا ہے، حضرت سیدنا و جدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب خلیفہ بنا کر روئے زمین پر بھیجا گیا تو دنیا میں آپ کا واحد معاون حضرت اماں جان حواء رضی اللہ عنہا کو بنایا گیا ہے، حضرت سیدنا و ابونا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معاونہ حضرت سیدہ سارہ اور حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہما بنائی گئیں، پھر جب نبوت کا سہرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر سجا تو آپ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی اور آپ کو تسلی و اطمینان دلانے والی آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ دین اسلام کی خاطر سب سے پہلے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والی بھی ایک خاتون حضرت سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں، بعد ازاں علمِ نبوت کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا میدان سجا تو اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ، ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی یہ کام بخوبی سنبھال لیا، صرف ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے، جن سے بلا شبہ امت کے ہزاروں، لاکھوں مسائل مستنبط ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔

ان تمام مثالوں سے معلوم ہوا کہ انسانی تاریخ میں دین اسلام کی دعوت، نصرت، حفاظت اور نشر و اشاعت میں مؤمنات کا کردار بے مثال اور لازوال رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مؤمنات کو نہ صرف مؤمنین کا معاون بتایا ہے، بلکہ وہ کام بھی بتا دیئے ہیں کہ جن میں ایک دوسرے کی معاونت ضروری ہے، چنانچہ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورۃ التوبہ:71)

ترجمہ: مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست و معاون ہیں، جو امر بالمعروف (یعنی ہر نیکی کا حکم اور دعوت دیتے ہیں) اور نہی عن المنکر (ہر برائی سے روکتے ہیں) کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ اداء کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ عزت وقوت اور حکمت و دانائی والے ہیں۔

## مؤمنات قرآن کریم میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مؤمنات کا ایمان افروز تذکرہ فرمایا ہے، جیسے حضرت اماں جان حواء، حضرت سیدہ سارہ زوجہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت سیدہ مریم بنت عمران، حضرت آسیہ (اہلیہ فرعون) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ اور بہن اور حضرت سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی ملکہ بلقیس وغیرہ رضی اللہ عنہن کیوں کہ یہ تمام مؤمنات صبر و استقلال، توکل وللّٰہیت، ایمان وعمل صالح کے پیکر اور دعوت وعزیمت لشکر کا حصہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ آج کی مؤمنات ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کو بھی ان کی فہرست میں شامل فرمادیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے جماعت کو مؤمنین کے ساتھ ساتھ مؤمنات بھی عطاء فرمائی تھیں، لیکن مؤمنین کی طرح اب تک مؤمنات کا کوئی منظم اور مربوط نظام نہیں بن پایا تھا، اللہ تعالیٰ نے شہدائے سبحان اللہ کی برکت سے ان کا بھی مستحکم نظام عطاء فرمادیا۔ ایک سال سے بھی کم عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے اس شعبہ کے حوالہ سے جو مدد و نصرت دکھائی وہ نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح نصرت کا مظہر ہے۔

الحمدللہ! شعبہ کے یومِ تاسیس سے اب تک اٹھارہ ہزار سے زائد مؤمنات اس جماعت کی رکن بن چکی ہیں۔ ملک بھر کے چاروں صوبوں کے اڑتالیس اضلاع میں ضلعی منتظمات کی تشکیل ہو چکی ہے، جو

# کارگزاری شعبہ جات

## شعبہ سیدنا مصعب بن عمیرؓ (الدعوۃ الایمان)

مؤرخہ 3 جولائی بروز جمعہ، راولپنڈی میں دعوتِ ایمان کی محنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم سعادت عطاء فرمائی۔ مولانا طیب صاحب (نمائندہ شعبہ سیدنا مصعب بن عمیرؓ) کی ایک نو مسلم فیملی کے ذریعے ایک عیسائی خاتون پر دعوتی محنت جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس محنت کو قبول فرمایا اور مذکورہ خاتون نے بخوشی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ الحمدللہ رب العالمین!

الحمدللہ حضرت کی توجہات سے دعوتِ ایمان کی محنت اندرون و بیرونِ ملک بتدریج ترقی کر رہی ہے۔ اب تک 53 چوبیس گھنٹے کی دعوتی جماعتیں غیر مسلم آبادیوں میں جا کر محنت کر چکی ہیں۔

مورخہ 12 جولائی 2026 اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کراچی کے ضلع عبدالرحمن کے نمائندہ بھائی سلیم کی شوریٰ کے رابطہ کار نومسلم کی دعوت پر 2 بالغ اور 4 نابالغ افراد ٹوٹل 6 افراد پر مشتمل ایک فیملی قبول اسلام کے لیے تیار ہوئی، الحمدللہ رب العالمین!

مورخہ 13 جولائی (پیر) چارسدہ (پڑانگ) مولانا ارشد علی صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ اجتماع کی تیاری، غیر مسلمین میں دعوتی گشت اور شعبے کے آئندہ کاموں پر مشاورت ہوئی۔ ایک روزہ جماعت بھی تشکیل دی گئی۔ چارسدہ میں یک روزہ جماعت تشکیل دی گئی اور غیر مسلمین سے دعوتی ملاقاتیں کی گئیں۔ اسی روز چرچ کے پانچ ذمہ داران سے خوشگوار ملاقات ہوئی، جس میں محبت اور حکمت کے ساتھ دعوت پیش کی گئی۔ انہوں نے آئندہ بھی رابطہ برقرار رکھنے پر آمادگی ظاہر کی۔ الحمدللہ گزشتہ ماہ 30 افراد نے اسلام قبول کیا، جس کے بعد نومسلمین کی مجموعی تعداد 307 ہوگئی۔

اس ماہ 24 گھنٹے کی آٹھ دعوتی جماعتوں کا خروج ہوا۔اب تک الحمدللہ 24 گھنٹے کی 54 جماعتیں تشکیل پاکر دعوتی کام کر چکی ہیں۔دعوتِ ایمان کے واٹس ایپ چینل پر اب تک 35 سے زائد آن لائن اور تحریری کورسز مکمل کروائے جا چکے ہیں۔الحمدللہ 8 مقامات پر نومسلمین کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری ہے۔

## کارگزاری سوئمنگ پول

الحمدللہ ہر ہفتے دو کلاسیں باقاعدگی سے ہو رہی ہیں۔جامعۃ الصابر کے الحمدللہ اب تک 107 طلباء تیراکی سیکھ چکے ہیں۔ان کے علاوہ جبہہ براء بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور شعبہ الرباط کے 45افراد اب تک تیراکی سیکھ چکے ہیں،باقی مرکز کے آنے والے مہمانوں کی ایک روزہ کلاس میں تقریباً35 افراد نے شرکت کی ہے۔

## سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سینٹر

سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سینٹر کے زیرِ اہتمام بٹ خیلہ میں تیر اندازی کا مقابلہ منعقد ہوا۔الحمدللہ جس میں ضلع بٹ خیلہ کی 8 ٹیموں نے شرکت کی۔ہر ٹیم 6 کھلاڑیوں پر مشتمل تھی۔مقابلہ میں اول،دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیموں کو انعامات اور سرٹیفکیٹ بھی دیئے گئے۔سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سینٹر کے بچوں نے مختلف فنون کا مظاہرہ بھی پیش کیا۔

اس ایک مہینے کے اندر الحمدللہ 100 طلباء نے تیر اندازی کے مبارک عمل کو سیکھا،جامعہ کے اکثر درجات کے طلباء مکمل تیر اندازی سیکھ چکے ہیں۔

کیفیت تیر انداز: اعلیٰ تیر اندازوں کی تعداد 54۔متوسط تیر اندازوں کی تعداد 34۔ادنیٰ تیر اندازوں کی تعداد12

اس ایک مہینے میں چلائے جانے والے تیروں کی کل تعداد3000 ہزار رہی ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## ادعیہ نبویہ (صلوٰۃ اللہ علیٰ صاحبہا)

۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کون سی دعاء افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگو۔ وہ شخص پھر اگلے دن حاضر ہوا اور عرض کیا: یانبی اللہ! کون سی دعاء افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

ترجمہ یااللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

البخاری فی الادب المفرد، رقم: 237

۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو کہ وہ تمہارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں اور تمہیں خوف سے امن نصیب فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

ترجمہ یااللہ! میرے عیوب کی ستر پوشی فرما اور مجھے خوف سے امن نصیب فرما۔

الطبرانی، رقم 720

۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاذاالجلال والاکرام پابندی سے کہا کرو۔

یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

ترجمہ (اے بزرگی و بخشش والے!)

ترمذی، رقم 3524

## عین ام العیال المعروف بصدقۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب چشمہ جو کھیتوں اور باغات کو سیراب کرنے کیلئے پختہ دیواروں کے درمیان کھینچ کر ام العیال کی بستی میں لایا گیا۔ آج تک جاری ہے اور باغات کو سیراب کر رہا ہے۔

## عین المضیق

اُمّ العیال کی بستی میں دوسرا پختہ چشمہ (کاریز) جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد خاص اور بھانجے حضرت عروۃ بن زبیر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے تعمیر کیا۔ یہ بھی آج تک جاری ہے۔